

غیر تقلید اور سلفیوں کی

تالیف

مولانا مفتی رب نواز سلفی صاحب

مدرسہ دارالعلوم فتحیہ احمدیہ پورہ شرقیہ

چھپ چھپ کر تقلید کرنے والے

اہلحدیثوں کی

اندرونی داستان

ناشر

مکتبۃ الجنید اور دیوبند کیسٹ ہاؤس برائے رابطہ جمال اللہ خفی

0334-3441039

عقب الآصف اسکوائر نزد مدرسہ عقیدۃ الاسلام حسن نعمان کالونی سہراب گوٹھ کراچی

فہرست عنوانات

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
	خاتمۃ الکتاب	02	پیش لفظ
	اہلحدیث اور عام مقلدین کی	04	غیر مقلد اور اہل قرآن کے درمیان مکالمہ
62	تقلید میں فرق	10	علامہ ابن حزمؒ کی تقلید
63	نااہل کی تقلید	13	مقامی مفتی اور عالم کی تقلید
65	اہل بدعت کی تقلید	16	حافظ محمد صاحب کی تقلید
68	نفسانی خواہشات کی تقلید	18	علامہ شوکانیؒ کی تقلید
70	شیعوں کی تقلید	20	علامہ ابن تیمیہؒ کی تقلید
72	یونان کے کافروں کی تقلید	25	علمائے حدیث یعنی محدثین کی تقلید
73	مرزا قادیانی کی تقلید	29	امام بخاریؒ کی تقلید
76	یہود و نصاریٰ کی تقلید	32	علمائے اصول کی تقلید
77	شاید غیر مقلد کی توبہ کا وقت آ گیا	33	قیاسی مسائل میں علمائے کرام کی تقلید
		35	اشاعرہ اور ماتریدیہ کی تقلید
		38	ہشام بن عبد الملک کی تقلید
		39	امام احمد بن حنبلؒ کی تقلید
		41	امام شافعیؒ کی تقلید
		43	امام مالکؒ کی تقلید
		44	امام ابو حنیفہؒ کی تقلید
		53	فقہائے احناف کی تقلید
		57	حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے ابنائے کرام کی تقلید
		59	اساتذہ کرام کی تقلید

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

غیر مقلدین حضرات جو اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں۔ ان سے اہلسنت والجماعت کو کئی طرح کی شکایات ہیں۔ ان میں سے دو درج ذیل ہیں۔

پہلی شکایت یہ ہے کہ یہ لوگ تقلید کو شرک و کفر کہتے ہیں۔ پروفیسر عبداللہ بہاولپوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔

”ہر مشرک پہلے مقلد ہوتا ہے پھر مشرک۔ اگر تقلید نہ ہو تو شرک بھی پیدا نہ ہو شرک پیدا ہی تقلید سے ہوتا ہے۔“ (رسائل بہاولپوری صفحہ ۵۲)

مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔

”اہل حدیث کی کتابیں رسالے اور فتوے دیکھیں جن میں تقلید کو نہ صرف بدعت بلکہ کفر قرار دیا ہے۔“ (اہلحدیث امرتسر ۲۲ محرم ۱۳۳۳ھ)

اس عبارت کا عکس ابن انیس مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی صاحب کی کتاب ”تاریخ ختم نبوة صفحہ ۴۶۰“ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین حضرات جب تقلید کی تردید کرنے کے لئے مسند افتاء پر جلوہ افروز ہوئے تو اسے شرک و کفر کہہ کر ہی دم لیا ہے۔ حالانکہ اجتہادی مسائل میں مجتہد کی تقلید کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ از روئے قرآن واجب ہے جیسا کہ اس کا اقرار میاں نذیر حسین دہلوی مرحوم نے ان الفاظ میں کیا ہے ”یہی آیت دلیل ہے وجوب تقلید پر“ (معیار الحق صفحہ ۶۷)

دوسری شکایت یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات نے اپنے قلم و زبان سے تو تقلید کو شرک و کفر کہا مگر عملاً ہر کسی کی تقلید کو سینے سے لگائے رکھا ہے۔ یہاں تک کہ کافروں کی تقلید سے بھی دریغ نہیں کیا۔ غیر مقلد عالم مولانا عبدالحق غزنوی صاحب سردار اہل حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب کے متعلق لکھتے ہیں۔

”فلاسفہ اور نیچریوں اور معتزلہ کا مقلد ہے“ (الاربعین صفحہ ۵ مشمولہ رسائل الہدایت جلد اول) غیر مقلدین کے وکیل مولانا محمد حسین بنالوی صاحب لکھتے ہیں۔

”ثناء اللہ بھی شاید بتقلید اپنے امام قادیانی کے جو قصص و اخبار میں حقیقت شرعیہ کے لغت پر مقدم نہ رکھنے میں اس کا شاگرد و پیرو ہے۔“

(اشاعت السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۲ بحوالہ تاریخ ختم نبوۃ صفحہ ۳۴۶)

غیر مقلد عالم مولانا عبدالاحد صاحب مولانا امرتسری موصوف کے متعلق لکھتے ہیں کہ ”جماعت صحابہ اور ان کے اجماع کو رد کر کے کفار اور مشرکین کی تقلید کرتے ہیں“ (الفیصلۃ الحجازیہ صفحہ ۳۳ مشمولہ رسائل الہدایت جلد اول)

اس دوسری شکایت کو ”غیر مقلد ہو کر تقلید کیوں؟“ کے عنوان سے عوام کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ جو مکالمے کی صورت میں ہے۔ ایک اہل قرآن اور الہدایت کی آپس میں گفتگو ہوئی جس میں مسئلہ تقلید زیر بحث تھا۔ اہل قرآن کا دعویٰ تھا کہ ”الہدایت دراصل اہل تقلید ہیں“ جبکہ الہدایت بھائی سختی سے اس کے منکر تھے ان کا کہنا یہ تھا کہ ہم لوگ تقلید سے ہٹ کر بلکہ کوسوں دور رہ کر صرف اور صرف قرآن و حدیث کے صریح احکام پر عمل کرتے ہیں۔

اس مکالمے کی صورت اسی طرح بنی کہ ایک صاحب الہدایت مذہب چھوڑ کر اہل قرآن کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ الہدایت مناظر انہیں واپس اپنی جماعت میں داخل کرنے کیلئے تبلیغ و دعوت کی غرض سے اس کے پاس پہنچے سلام کے بعد خیر و عافیت دریافت کرنے کا تبادلہ ہوا۔ اس کے بعد ان دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ آئندہ صفحات میں مذکور ہے۔ آپ اسے پڑھئے اور اندازہ لگائیے کہ کس کا پلڑا بھاری ہے۔

نوٹ:- چونکہ یہ رسالہ بطور الزام لکھا گیا ہے اس لئے اس کے پڑھنے والے ہر قاری سے گزارش ہے کہ وہ اسے الزامی جواب سمجھ کر ہی پڑھے۔ الزامی جواب کو تحقیقی جواب قرار دینا درست نہیں۔

رب نواز سلفی

مدرس: دارالعلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ

غیر مقلد اور اہل قرآن کے درمیان مکالمہ

غیر مقلد: ہمیں یہ سن کر بہت افسوس ہوا ہے کہ آپ اہلحدیث مذہب سے نکل کر گمراہ لوگوں یعنی اہل قرآن کی جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ اس لئے میں اپنے مسلک کی حقانیت منوانے اور دوبارہ آپ کو اس حق مسلک میں شمولیت کی دعوت دینے کے لئے آیا ہوں۔

اہل قرآن: محترم جناب! آپ نے ہمیں گمراہ کیسے کہہ دیا ہے جبکہ ہم قرآن کے ماننے والے اہل قرآن ہیں اور قرآن تو سارے انسانوں کے لئے ہدایت کا پیغام ہے۔ آپ قرآن والوں کو گمراہ کہتے ہوئے خدا سے ڈرتے نہیں؟

غیر مقلد: قرآن تو بے شک کتاب ہدایت ہے مگر آپ لوگ چونکہ حدیثوں پر عمل کرنے سے اعراض کرتے ہیں اس لئے گمراہ ہیں۔

اہل قرآن: حدیثوں کی مخالفت اور ان سے اعراض تو آپ بھی کرتے ہیں۔ تو آپ بھی گمراہ ہوئے باقی رہا اس بات کا ثبوت کہ آپ لوگ حدیثوں کی مخالفت کیسے کرتے ہیں۔ اس کے ثبوت کیلئے مولانا انوار خورشید صاحب کی کتاب ”حدیث اور اہلحدیث“ کا مطالعہ فرمائیں اس میں انہوں نے ۷۹ مسائل پر بحث کی ہے۔ ہر مسئلہ کے ذیل میں کئی احادیث ذکر کر کے آپ لوگوں کے مسائل درج کئے ہیں جو سراسر حدیث کے خلاف ہیں۔

غیر مقلد: ”حدیث اور اہلحدیث“ حنفی عالم کی کتاب ہے اور آپ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ ہمارے مد مقابل اور فریق مخالف ہیں۔ اس لئے ان کی کتاب کا کوئی اعتبار نہیں۔ ممکن ہے کہ انہوں نے ضعیف حدیثیں ذکر کر کے لوگوں کو یہ تاثر دیا ہو کہ اہلحدیث ان حدیثوں کے مخالف ہیں۔

اہل قرآن: یہ تو آپ لوگوں کی عادت ہے کہ جو حدیث تمہارے مذہب کے خلاف ہو تو تم اسے ضعیف کہہ کر ٹال دیا کرتے ہو۔ جب میں آپ کی طرح اہلحدیث تھا تو میں بھی اپنے مذہب کے خلاف ہر حدیث پر ضعیف ہونے کی چھاپ لگا دیا کرتا تھا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ”حدیث اور اہلحدیث“ میں ذکر کردہ حدیثیں صحاح ستہ وغیرہ کتابوں کی ہیں۔ مولانا انوار خورشید صاحب نے اس کتاب میں

ان حدیثوں کو جمع کیا ہے جو صحیح، حسن، حسن لغیرہ ہیں یا کم از کم ان کی حیثیت یہ ہے کہ وہ محدثین کے اصول کے مطابق قابل استدلال ہیں اور ان کے قابل استدلال ہونے کا اعتراف آپ کے علماء کرام نے اپنی کتابوں میں کئی بار کیا ہے۔

غیر مقلد :- آپ اس وقت حنفیوں کی وکالت نہ کریں۔ آپ نے ہم اہلحدیث پر مخالفت حدیث کا الزام لگایا ہے۔ اس کا مستند حوالوں سے ناقابل تردید ثبوت پیش کریں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اہل حدیث ہو اور حدیث پر عمل نہ کرے یا اس کی مخالفت کرے؟

اہل قرآن :- اگر میں احناف کی کتابوں مثلاً غیر مقلدین امام بخاری کی عدالت میں۔ بخاری شریف غیر مقلدین کی نظر میں۔ مسائل غیر مقلدین۔ تحفہ اہل حدیث۔ تجلیات صفدر۔ تجلیات انور وغیرہ کے حوالے سے آپ کو مخالف حدیث ثابت کروں تو آپ کہیں گے کہ ان مصنفین نے صحیح ترجمانی نہیں کی۔ آپ مخالف کی کتاب سمجھ کر جھٹلا دیں گے۔ اس لئے میں آپ کے کسی عالم کی کتابوں سے اپنے دعویٰ کی صداقت کو اجاگر کرتا ہوں۔

غیر مقلد :- بہت اچھا! میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ ہمارے کسی عالم کی عبارتیں پیش کی جائیں مگر میں ایک مرتبہ پھر بڑے وثوق سے کہتا ہوں اور اہلحدیث کے سوا پوری انسانیت کو چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی بھی اہلحدیث عالم ایسا نہیں جو کسی حدیث کو صحیح تسلیم کرتا ہو اور اس سے ثابت شدہ مفہوم بھی درست قرار دیتا ہو لیکن پھر بھی اس حدیث سے روگردانی کرے۔ ہاں یہ یاد رہے کہ ہمارے کسی غیر معروف عالم کا حوالہ ذکر نہ کریں بلکہ کسی مشہور اور مستند عالم کی کتاب کے حوالے سے بات کی جائے۔

اہل قرآن :- آپ کی جماعت کے مشہور ترین بزرگ، صحاح ستہ کے مترجم اور چوٹی کے عالم علامہ وحید الزمان صاحب مرحوم کی شخصیت کو سامنے لاتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کہ انہوں نے حدیثوں کی موافقت کی ہے یا ان سے اعراض اور روگردانی؟

غیر مقلد :- بہت خوب! علامہ وحید الزمان صاحب ہماری جماعت میں ممتاز مقام رکھنے والے عالم دین ہیں۔ نزل الابرار۔ ہدیۃ المحدثی۔ ان کی مشہور اور مقبول کتابیں ہیں۔ اہلحدیث مصنف

ابو یحییٰ امام خان نوشہروی ان دونوں کتابوں کے متعلق لکھتے ہیں ”یہ کتابیں فقہ اہل حدیث کے موضوع پر ہیں اور عوام میں بہت مقبول ہیں“ (اہل حدیث کی تصنیفی خدمات صفحہ ۶۲) اسی طرح ان کی کتاب ”کنز الحقائق“ بھی مسلک اہلحدیث کی ترجمان ہے۔ اس کتاب کا تعارف علامہ صاحب کے سوانح نگار نے اس طرح کرایا ہے۔

”اس کتاب میں مسلک اہلحدیث کے مطابق ضروری مسائل کو حدیث

سے مستنبط کر کے مرتب کیا ہے“ (حیات وحید الزمان صفحہ ۱۴۵)

اور ان کی کتاب ”تیسیر الباری“ کا تو پوچھنا ہی کیا۔ ہم جس کسی کو اہلحدیث بنانا چاہتے ہیں اسے یہی کتاب مطالعہ کے لئے دیا کرتے ہیں۔ بس اب جلدی کریں اور ان کتابوں کے حوالے سے اپنے دعویٰ کو ثابت کریں۔

اہل قرآن: دوسرے اہلحدیث کی طرح علامہ وحید الزمان صاحب بھی اپنے اہلحدیث بزرگوں کی تقلید میں احادیث کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ بطور نمونہ چند مسائل ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۱۳۴ پر حدیث ہے۔ علامہ وحید الزمان صاحب اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ ”اس حدیث سے قربانی کا وجوب نکلتا ہے۔ حنفیہ کا یہی قول ہے“ (تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۷۰) ادھر تسلیم کیا ہے کہ حدیث بخاری کی روشنی میں قربانی کرنا واجب ہے مگر اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔ قربانی کرنا سنت ہے۔ (کنز الحقائق صفحہ ۱۹۳)

2۔ بخاری شریف کی حدیث ہے (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۴) علامہ وحید الزمان صاحب اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ ”اس حدیث سے شافعیہ کا رد ہوتا ہے جو عورت کو ہاتھ لگانا ناقض وضو جانتے ہیں۔“ (تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۲۱۰) علامہ صاحب نے اقرار کیا کہ جو لوگ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو کا ٹوٹ جانا بتاتے ہیں ان کا یہ مسئلہ حدیث بخاری کی رو سے مردود ہے۔ مگر علامہ صاحب کا خود اپنا مسلک یہی ہے کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (تیسیر الباری جلد ۱ صفحہ ۱۴۲)

3۔ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۹۶ میں حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مرض الوفا میں بیٹھ کر نماز پڑھائی مگر صحابہ کرام کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا۔ علامہ وحید الزمان صاحب اس کا یوں اقرار کرتے ہیں ”آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ آپ کے پیچھے کھڑے تھے“۔ (رفع العجاجة عن سنن ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۴۳۰) لیکن اس اقرار و اعتراف کے باوجود اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں ”اہل حدیث کا یہی مذہب ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدی بھی بیٹھ کر پڑھیں“ (تیسیر الباری جلد ۱ صفحہ ۴۳۹)

4۔ مسلم شریف کی حدیث ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے حالت حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو نبی کریم ﷺ نے رجوع کرنے کا حکم دیا (صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۷۶) علامہ وحید الزمان صاحب اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں ”حضرت نے جو رجوع کا حکم فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ طلاق پڑ گئی“ (شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۸۹) لیکن اس حدیث کے خلاف علامہ صاحب اپنے بزرگوں کی پیروی میں لکھتے ہیں کہ حالت حیض میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی (محصلہ تیسیر الباری جلد ۱ صفحہ ۱۶۴-۱۶۵ صفحہ ۲۳۵)

5۔ مسلم شریف کی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کتا نجس ہے اور اس کا جھوٹا ناپاک ہے (صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۳۷) علامہ وحید الزمان صاحب ان حدیثوں کے ذیل میں لکھتے ہیں ”ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتا نجس ہے اور اس کا لعاب اور پسینہ ناپاک ہے“ (شرح مسلم جلد ۱ حصہ اول صفحہ ۴۰۶) مگر ان حدیثوں کے خلاف اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کا جھوٹا ناپاک ہے (نزل الابرار جلد ۱ صفحہ ۳۱)

بطور نمونہ یہ چند مسئلے ذکر کئے ہیں کہ علامہ صاحب نے حدیث کی تشریح کرتے ہوئے اعتراف کیا ہے کہ حدیث سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے۔ مگر اپنی دوسری کتابوں میں اپنے اہلحدیث علماء کی تقلید میں آ کر حدیث کے خلاف مسائل لکھ دیئے ہیں۔ حدیث کی مخالفت اگر گمراہی ہے تو آپ کے عالم بھی اس گمراہی سے نہیں بچ سکتے۔

غیر مقلد :- آپ کی یہ بات بڑی ہی حیرت کی بات ہے کہ ہمارے مقتدر عالم علامہ وحید الزمان

صاحب مرحوم نے اپنے علماء کی تقلید میں حدیث کی مخالفت کی ہے۔ حالانکہ وہ تو تقلید کے سخت مخالف تھے اور اپنی کتابوں میں بیسیوں جگہ تقلید کی بڑھ چڑھ کی تردید کی ہے۔ اسے کفر اور شرک تک کہا ہے تو پھر وہ کیسے تقلید پر راضی ہو گئے۔

اہل قرآن: انہوں نے جس تقلید کی مخالفت کی ہے وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید ہے۔ کفر و شرک انہی کی تقلید کو کہا ہے ورنہ اپنے علماء کی تقلید کے وہ سختی سے پابند تھے اور اس سے اعراض کیسے کر سکتے ہیں۔ جبکہ وہ تقلید کو بخاری شریف کی حدیث سے ثابت کر کے اسے عذابِ قبر سے نجات کا قوی ذریعہ بتلاتے ہیں۔

غیر مقلد: ہاں ہاں یہ کیا کہہ رہے ہو علامہ صاحب نے ”تیسیر الباری“ میں تقلید کے تو بخنے ادھیڑے ہیں تقلید کے ازلی دشمن ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ ان سے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ تقلید کو عذابِ قبر سے حفاظت کا سامان قرار دے دیں۔

اہل قرآن: ”تیسیر الباری“ ہی میں انہوں نے تسلیم کیا ہے۔ آپ خود ہی ملاحظہ فرمائیں۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ منافق کی قبر میں جب فرشتے پٹائی کریں گے تو اس سے یوں کہیں گے۔ ”لَا ذَرِيَّةَ وَلَا تَلِيَّةَ“۔ نہ تو نے خود سمجھا اور نہ ہی دوسروں کی پیروی کی۔ (صحیح بخاری جلد ۱ ص ۸۷) علامہ صاحب اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”یعنی نہ مجتہد ہوا نہ مقلد اگر کوئی اعتراض کرے مقلد تو ہوا کیونکہ اس نے پہلے کہا لوگ جیسا کہتے تھے میں نے بھی ایسا کہا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تقلید کچھ کام کی نہیں کہ سنے سنائے پر ہر شخص کے کہنے پر عمل کرنے لگا۔ بلکہ تقلید کے لئے بھی غور لازم ہے کہ جس شخص کے ہم مقلد بنتے ہیں۔ آیا وہ لائق اور فاضل اور سمجھدار تھا یا نہیں اور دین کا علم اس کو تھا یا نہیں۔ سب باتیں بخوبی تحقیق کر کے اگر مقلد بننا تو اس آفت (عذابِ قبر) میں کا ہے کو گرفتار ہوتا“ (تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۲۹۶)

یعنی علامہ صاحب تقلید کو عذابِ قبر سے بچنے کا ذریعہ قرار دے رہے ہیں۔ واضح لفظوں میں بیان کیا ہے کہ مردہ انسان دنیا کی زندگی میں تقلید کرتا تو عذابِ قبر کا شکار نہ ہوتا۔

غیر مقلد:۔ آپ نے دھوکہ سے کام لیا ہے۔ اس کے متصل آگے والی عبارت آپ نے چھوڑ دی ہے جس میں انہوں نے تقلید کی بڑے سخت لفظوں میں تردید کی ہے حتیٰ کہ اسے مشرکین کی رسم قرار دیا ہے۔

اہل قرآن:۔ آپ کا مقصد یہ ہے کہ علامہ صاحب کی عبارت کا اول حصہ دوسرے حصہ سے ٹکرا رہا ہے اور ٹکرانے کی صورت میں صرف پہلے ہی حصہ کو لے لینا اور دوسرے حصہ سے نظریں ہٹالینا گویا آپ کے نزدیک دھوکہ ہے۔

غیر مقلد:۔ جی ہاں جی ہاں یہی میری مراد ہے۔ آپ اس تعارض اور ٹکر کو ختم کر کے عبارت کے دونوں حصوں میں تطبیق دیں یہاں تک کہ کوئی خلجان نہ رہے۔

اہل قرآن:۔ تعارض کا ایک جواب یہ ہے کہ شاید علامہ صاحب نے بھی تقلید کی دو قسمیں بنا رکھی ہیں۔ تقلید جائز اور تقلید جامد۔ علامہ صاحب نے تقلید جائز کو حدیث بخاری کی روشنی میں ضروری قرار دیا ہے اور آگے کی عبارت میں تقلید جامد کی تردید کی ہے۔ جیسا کہ حنفیوں کے عالم مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے ”تقلید کی شرعی حیثیت“ میں جائز تقلید کو قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے اور ساتھ ساتھ تقلید جامد کی مذمت بھی کی ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ علامہ صاحب نے جہاں تقلید کو ضروری قرار دیا ہے وہاں اپنے علماء کی تقلید مراد ہے اور جہاں اس کی مذمت کی ہے اس سے امام ابوحنیفہ اور فقہائے احناف کی تقلید مراد ہے۔ ورنہ اپنے علماء کی تقلید میں وہ اتنے سخت تھے کہ حدیث کی مخالفت کی پروا بھی نہ کرتے تھے۔ (جیسا کہ آپ چند مثالیں ملاحظہ فرما چکے ہیں)

غیر مقلد:۔ ہاں مثالوں سے یقین ہو گیا ہے کہ وہ اپنے علماء کی تقلید کے سختی سے پابند تھے۔ مگر مشہور تو یہ ہے کہ وہ کثر قسم کے غیر مقلد تھے۔

اہل قرآن:۔ ان کے کثر ہونے کا تعلق امام ابوحنیفہؒ کے حوالے سے ہے کہ ان کی تقلید نہیں کرتے تھے ورنہ اپنے علماء کی نہ صرف یہ کہ وہ خود تقلید کرتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی اس کیلئے آمادہ کرتے تھے۔

غیر مقلد:۔ اُف! یہ کیا؟ ایک تقلید کا گناہ۔ دوسرا اوروں کو بھی دعوت؟ ایسے نہ ہوگا۔ علامہ

صاحب اتنے پست خیال نہیں ہوئے ہوں گے۔ بتائیں تو سہی! کہ وہ کس کی تقلید کرانے پر لوگوں کو آمادہ کیا کرتے تھے۔

علامہ ابن حزمؒ کی تقلید

اہل قرآن: علامہ صاحب نے ابن حزمؒ کی تقلید کرنے پر لوگوں کو برا بیچنے کیا ہے۔ علامہ ابن حزمؒ نے کئی مسائل میں جمہور سے اختلاف کیا ہے۔ ان میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ وہ آلات موسیقی اور گانے بجانے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ (تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۴۹)

علامہ وحید الزمان صاحب اس مسئلہ میں ان کے نہ صرف خود مقلد ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی دعوت دی ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر آپ لکھتے ہیں

”الہمدیث کو اس مقدمہ میں انصاف کرنا چاہیے نہ کہ غلو اور تشدد اور ہمارے اصحاب میں سے اگر ابن قیمؒ نے اس (گانے) سے منع کیا ہے تو ابن حزمؒ نے اجازت دی ہے۔ دونوں اکابر محدثین اور علماء ظاہر میں سے ہیں اور دونوں ہمارے پیشوا ہیں۔ البتہ ابو حنیفہؒ نے غنا (گانے) کو حرام کہا ہے تو حنفیوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے جن کو دلیل سے کچھ واسطہ نہیں“ (تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۵۰)

علامہ صاحب اپنے الہمدیث بھائیوں کو علامہ ابن حزمؒ کی تقلید کا درس دے رہے ہیں اور خود بھی گانے کے جواز میں ان کے مقلد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ ”گانا بجانا تفریح طبع کے لئے مختلف فیہ ہے اور عید اور شادی اور خوشی کی رسموں میں بقول راجح جائز بلکہ مستحب ہے۔ (اسرار اللغۃ: پارہ ہشتم صفحہ ۸۶ بحوالہ آثار خیر صفحہ ۳۷۷)

ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ گانا سننے والے پر انکار جائز نہیں (ہدیۃ المحدث صفحہ ۱۱۸)

غیر مقلد: حنفیوں نے جو گانا سننے کو حرام کہا ہے وہ محض اپنے امام کی تقلید میں کہا ہے اور علامہ ابن حزمؒ کی بات قرآن و حدیث کے موافق ہے اس صورت میں علامہ ابن حزمؒ کی تقلید نہ ہوگی۔ بلکہ قرآن و حدیث کی اتباع کہلائے گی۔ آپ خوا مخواہ انہیں علامہ ابن حزمؒ کا مقلد قرار دے رہے ہیں۔

اہل قرآن :- عرض یہ ہے کہ حنفیہ جو گانے کو ناجائز قرار دیتے ہیں ان کے پاس قرآن وحدیث کے حوالے سے کئی دلائل موجود ہیں آپ کے سامنے صرف ایک آیت اور ایک ہی حدیث کا مفہوم ذکر کرتا ہوں۔ قرآن کریم نے ”لَھُوَ الْحَدِیْثُ“ میں مشغول رہنے سے منع کیا ہے اور ”لَھُوَ الْحَدِیْثُ“ میں گانا بجانا یقیناً شامل ہے۔

چنانچہ جناب صلاح الدین یوسف صاحب اہلحدیث لکھتے ہیں۔

”لَھُوَ الْحَدِیْثُ“ سے مراد گانا بجانا اور اس کا ساز و سامان اور آلات ساز و موسیقی اور ہر وہ چیز ہے جو انسانوں کو خیر اور معروف سے غافل کر دے۔“ (تفسیری حواشی صفحہ ۱۱۴۳)

اسی طرح بخاری شریف میں حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو گانے بجانے کو حلال سمجھیں گے (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۳۷) اہلحدیث عالم حافظ عبدالستار حماد صاحب اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

”اس سے معلوم ہوا کہ آلات موسیقی حرام ہیں۔ لیکن امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ گانے وغیرہ کے جواز کے قائل ہیں اور اس حدیث کو منقطع قرار دیتے ہیں“ (مختصر صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۴۹۴) چونکہ بخاری شریف کی مذکورہ حدیث علامہ ابن حزم کی رائے کے خلاف تھی اسلئے اس کو منقطع یعنی سند کے حوالے سے ضعیف قرار دے دیا ہے۔

اہلحدیث عالم شیخ عبدالحق ہاشمی (دراصل نوناری) مرحوم علامہ ابن حزم کے بارے میں لکھتے ہیں۔
”واباح الغناء بالغ فیہ حتی ضعف حدیث البخاری فی حرمة الغناء“۔

(رسائل عبدالحق ہاشمی جلد ۱ صفحہ ۵۸)

”اور انہوں نے گانے کو مباح کہا ہے اور اس میں مبالغہ سے کام لیا ہے حتی کہ گانے کی حرمت کے متعلق بخاری کی حدیث کو ضعیف قرار دے دیا۔“

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ احناف جو گانے کو ناجائز کہتے ہیں ان کے پاس مضبوط ٹھوس اور ناقابل تردید دلائل موجود ہیں۔ لیکن اس کے برعکس علامہ ابن حزم کی رائے نہ صرف دلیل سے خالی ہے بلکہ

خلاف دلیل ہے۔ پھر بھی علامہ وحید الزمان صاحب ان کی تقلید کرنے اور کرانے پہ ڈٹے ہوئے ہیں۔

غیر مقلد:۔ واقعی گانا سننا قرآن وحدیث کی رو سے حرام ہے علامہ وحید الزمان محض علامہ ابن

حزم کی تقلید میں اسے جائز قرار دے رہے ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی شدت کے ساتھ ان کی تقلید پہ آمادہ

کر رہے ہیں۔ اچھا یہ بتائیے علامہ صاحب کے علاوہ دوسرے اہلحدیث حضرات بھی تقلید کرتے ہیں

اگر تقلید کرتے ہیں تو کس کی؟

اہل قرآن:۔ سارے اہلحدیث تقلید کیا کرتے ہیں ان کی اسی تقلیدی فریفتگی کو دیکھ کر میں اس نتیجہ

پر پہنچا ہوں کہ اہل حدیث دراصل اہل تقلید ہیں ان کے اس دورخاپن کی وجہ سے میں ان سے بدظن ہوا

اور مذہب اہلحدیث کی غلامی کا طوق گلے سے نکال کر خالص غیر مقلد ہو چکا ہوں یعنی اہلحدیث سے

اہل قرآن بن گیا ہوں۔ اہلحدیث ایک طرف تو کہتے ہیں دیکھو جی خفی تقلیدی مخلوق ہیں۔ جب کہ تقلید

ضلالت ہے، جہالت ہے، کور بنی ہے، اللہ و رسول سے بغاوت ہے، شرک ہے، کفر ہے وغیرہ دوسری

طرف جب انہیں گہرائی سے دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے گلوں میں تقلید کا طوق

ڈالے ہوئے ہیں۔

غیر مقلد:۔ آپ بار بار ایک ہی بات دہرا رہے ہیں کہ اہلحدیث حضرات دوسروں کو تو تقلید سے

منع کرتے ہیں مگر خود ہر دم تقلیدی پابندیوں میں جکڑے رہتے ہیں۔ مگر بتاتے کیوں نہیں کہ وہ کن کی

تقلید کرتے ہیں۔

اہل قرآن:۔ آپ کے علماء و عوام حضرات اپنوں اور غیروں، محدثین اور فقہا کرام کی حتیٰ کہ امام ابو

حنیفہ اور فقہائے احناف کی بھی تقلید کرتے ہیں۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں کہتا ہوں کہ باطل فرقوں

کی تقلید تک سے نہیں پُجوکتے۔ کسی ایک کی تقلید کرتے ہوتے تو اس پر تبصرہ کے لئے مختصر سا وقت کافی تھا

مگر چونکہ وہ بہت سوں کی تقلید کرتے ہیں اس کی تفصیل کیلئے کافی وقت درکار ہے۔

غیر مقلد:۔ آپ جتنا وقت چاہیں لے سکتے ہیں۔ مگر بالتفصیل اور باحوالہ اپنے دعویٰ کہ

”اہلحدیث دراصل اہل تقلید ہیں“ کو ثابت کریں۔ آپ کی باتوں نے مجھے لرزادیا ہے۔ میرے دل و

دماغ پر وحشت اور پریشانی کا پہاڑ سوار ہو گیا ہے۔ اسلئے اب میں مناظرہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں مگر افہام و تفہیم کے انداز میں آپ کی پُرمغز اور معلومات افزاء باتوں کو سننے کی خواہش رکھتا ہوں۔ بس آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

اہل قرآن: اگر آپ مسئلہ تقلید میں اپنے اہلحدیث کی گرویدگی جاننا چاہتے ہیں تو آئیے اور سنتے جائیے۔

مقامی مفتی اور عالم کی تقلید

آپ کے جلیل القدر عالم اور مناظر مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں۔

”تقلید مطلق یہ ہے کہ بغیر تعین کسی عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کیا جائے۔ جو اہل حدیث کا مذہب ہے۔ تقلید شخصی یہ ہے کہ خاص آئمہ اربعہ میں سے ایک امام کی بات مانی جائے جو مقلدین کا مذہب ہے۔“ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ صفحہ ۲۵۶)

مولانا امرتسری صاحب کی اس عبارت میں دو باتیں بڑی اہم ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ مطلق تقلید آپ کا مذہب ہے۔ یعنی آپ لوگ تقلید کے لئے کسی ایک عالم دین کو مقتدا بنا کر اس کی تقلید کے پابند نہیں بنتے بلکہ مختلف علماء کرام میں سے جس کی چاہتے ہیں اس کی تقلید کر لیا کرتے ہیں۔ جب یہ بات ہے تو آپ لوگوں کی تقلید کا دائرہ عام مقلدین سے وسیع ہوا کہ وہ ایک امام کی تقلید کرتے ہیں۔ جبکہ آپ کئی اشخاص کی۔ اب آپ لوگوں کو یہ حق نہیں کہ آپ مقلدین کو مشرک کہیں ورنہ آپ بڑے مشرک ثابت ہوں گے کیونکہ اگر ایک بت کی عبادت شرک ہے تو کئی بتوں کی عبادت شرک اعظم ہوگی۔

مولانا امرتسری کی عبارت میں دوسری بات یہ ہے کہ کسی عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کرنے کو بھی انہوں نے تقلید کہا ہے۔ جب یہ تقلید ہے تو آپ لوگ اپنے علماء سے صرف ایک مسئلہ ہی نہیں بلکہ زندگی میں پیش آنے والے سارے مسائل پوچھا کرتے ہیں۔ بقول ان کے عوام کا اپنے علماء سے یہ مسائل پوچھ کر عمل کرنا تقلید ہوا۔

غیر مقلد: ہم لوگ علماء کرام سے قرآن و حدیث ہی کا مسئلہ پوچھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے

ہیں نہ کہ علماء کرام کی پیروی۔ لہذا قرآن وحدیث کا مسئلہ پوچھنا ہرگز تقلید نہیں۔

اہل قرآن :- آپ لوگ اپنے علماء سے جو غیر منصوص یعنی اجتہادی اور قیاسی مسائل پوچھ کر عمل کرتے ہیں وہ تو تقلید ہیں ہی مگر جو.....

غیر مقلد :- (ان کی بات کو کاٹتے ہوئے) کیا ہمارے علماء قیاس بھی کرتے ہیں۔ وہ تو اسے کار ابلیس کہتے ہیں پھر ہماری عوام بھی علماء کے قیاسی مسائل کو قبول کر لیتی ہے؟

اہل قرآن :- ہاں آپ کے علماء قیاس کرتے ہیں اور آپ کی عوام ان کے قیاسی مسائل پر عمل بھی کرتی ہے۔ مگر لوگوں کو یہی کہتے ہیں کہ قیاس پر عمل کرنا مردار کھانے کے مترادف ہے (مقلدین آئمہ کی عدالت میں صفحہ ۱۴) جب کہ آپ کے فتاویٰ قیاسی مسائل سے بھرے پڑے ہیں۔ آج کی مجلس میں ان شاء اللہ ایسے چند مسائل کی نشاندہی بھی کروں گا۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ لوگ اپنے علماء سے جو غیر منصوص مسائل پوچھ کر عمل کرتے ہیں وہ تو تقلیدی مسائل ہیں ہی۔ مگر جو مسائل قرآن وحدیث کے حوالے سے پوچھتے ہیں وہ بھی تقلید ہے۔ آپ کے بہت بڑے عالم مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں۔

”اگر کوئی عالم اس (مسئلہ پوچھنے والے) کو آیت قرآن یا حدیث پڑھ کر بھی سنا دے یا طوطے کی طرح یاد کرادے تب بھی وہ آیت وحدیث کے معنی اور حدیث کی صحت تسلیم کرنے میں اس عالم کا مقلد کہلاتا ہے۔ کیونکہ وہ کسی دلیل سے نہیں جانتا کہ آیت یا حدیث کے وہ معنی جو اس عالم نے اس کو بتائے ہیں کیونکر صحیح ہیں اور اس حدیث کی صحت کیونکر ثابت ہے۔ لہذا اس کی یہ تسلیم بلا دلیل تسلیم ہے جو تقلید کہلاتی ہے۔ گو اس کو کوئی تقلید نہ کہے اتباع نام رکھے“ (اشاعۃ السنۃ جلد ۱ صفحہ ۳۲۰ بحوالہ تجلیات صفحہ ۳ جلد ۳ صفحہ ۵۰۴)

مولانا بٹالوی صاحب کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر مسئلہ پوچھنے والے کو عالم دلیل میں آیت قرآنیہ یا حدیث نبوی بتا بھی دے تو بھی یہ اس عالم کی تقلید ہے۔ کیونکہ آیت وحدیث سے عالم نے جس مسئلہ کو ظاہر کیا ہے وہ ان سے واقعہً ثابت ہوتا ہے؟ اس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں وہ محض اس کی تقلید

میں مسئلہ کو قبول کر کے اس پر عمل پیرا ہوتا ہے اور اس کے متعلق یہی حسن ظن رکھتا ہے کہ اس نے مسئلہ شریعت محمدیہ کے مطابق ہی بتایا ہے۔

بٹالوی صاحب نے تو ایک اور حقیقت سے بھی پردہ ہٹا دیا ہے کہ کسی حدیث کو صحیح کہنا بھی علمائے حدیث کی تقلید ہے۔ میں کہتا ہوں اسی طرح کسی حدیث کو ضعیف کہنا بھی تقلید ہی کہلائے گا۔ اگر وقت نے ساتھ دیا اور اللہ کی توفیق شامل حال رہی تو آج کی مجلس میں آپ کے علماء کرام کی تحریروں کی روشنی میں ثابت کروں گا کہ کسی حدیث کی تصحیح یا تضعیف میں محدثین پر اعتماد کرنا بھی تقلید ہے۔

بہر حال مولانا امرتسری صاحب کی عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ بغیر تعین کے کسی عالم سے مسئلہ پوچھنا تقلید ہے۔ جسے انہوں نے تقلید مطلق کے الفاظ سے ذکر کیا ہے اور بٹالوی صاحب بھی مسئلہ پوچھ کر عمل کرنے کو تقلید کہہ کر ان کی تائید کر رہے ہیں۔

غیر مقلد : مان لیا کہ مولانا امرتسری صاحب کی تحقیق یہی ہے کہ کسی عالم سے مسئلہ پوچھنا بھی تقلید ہے۔ اس لئے مسئلہ پوچھنے والے اہلحدیث کو اپنے علماء کا مقلد قرار دیا جاسکتا ہے۔ مگر خود مولانا امرتسری صاحب تو تقلید سے بالکل بیزار تھے بلکہ وہ تو بباگ و دہل کہا کرتے تھے کہ

”میں خود کن معنی میں اہلحدیث ہوں میرا مذہب و عقیدہ یہ ہے کہ میں خدا اور رسول کے کلام کو سند اور حجت شرعیہ مانتا ہوں ان کے سوا کسی ایک یا کئی اشخاص کا قول یا فعل حجت شرعیہ نہیں جانتا۔“ (مظالم روپڑی صفحہ ۵۶ مشمولہ رسائل اہلحدیث جلد اول)

اہل قرآن : ہاں ان کا دعویٰ یہی تھا کہ میں قرآن و حدیث کا ہی متبع ہوں اور کسی کی تقلید نہیں کرتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ تقلید کے ایسے شیدائی تھے کہ اہل حق تو اپنی جگہ رہے وہ اہل باطل کی تقلید سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ اس کا انکشاف آپ کی جماعت کے جید عالم مولانا عبدالحق غزنوی صاحب نے کیا ہے۔ چنانچہ غزنوی صاحب اپنی کتاب ”الاربعین“ میں مولانا امرتسری صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

”فلاسفہ اور نیچریوں اور معتزلہ کا مقلد ہے“ (الاربعین صفحہ ۵ بحوالہ رسائل اہلحدیث جلد اول)

غیر مقلد:۔ مولانا امرتسری صاحب کے متعلق تو ہمارے ہی عالم نے گواہی دے دی ہے کہ وہ اہل باطل کا مقلد ہے مگر ان کے علاوہ دیگر علمائے اہلحدیث تو تقلید کے ہرگز قائل نہ تھے۔ بلکہ وہ تو تقلید پر لعنت بھیجتے تھے۔

اہل قرآن:۔ یہ بات درست ہے کہ انہوں نے زبان سے تقلید کو ہر برائی کا سرچشمہ کہا ہے لیکن یہ بھی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ وہ عملی طور پر تقلید کے انتہائی گرویدہ تھے۔ آپ میری معروضات سننے کا حوصلہ رکھئے۔

حافظ محمد صاحب کی تقلید

آپ کے علماء میں مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں جو تاریخ اہلحدیث اور تفسیر واضح البیان وغیرہ کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ بھی اپنے دیگر ہم مسلک حضرات کی طرح تقلید کر لیا کرتے تھے۔ انہوں نے ”تفسیر سورۃ کہف“ کے دیباچہ میں صفحہ ۶ پر اصحاب کہف کے نام سے وسیلہ لینے کے متعلق چند عملیات ذکر کئے ہیں۔

آپ کے ایک عالم مولانا عبد القادر حصاروی نے اس پر یوں تبصرہ کیا ہے۔

”مولانا (سیالکوٹی) نے ان ناموں سے جو توسل بالفعل کیا ہے اور استمداد ظاہر کی ہے جس سے ان ناموں میں نفع اور دفع ضرر کی تاثیر ظاہر ہوتی ہے۔۔۔۔۔ شرع سے اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا بلکہ ایک دوسرے عالم کی تقلید کی ہے“ (فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ صفحہ ۱۴۱)

غیر مقلد:۔ مولانا سیالکوٹی صاحب نے جس عالم کی تقلید کی ہے اس کا کیا نام ہے کیا اس عالم نے وسیلہ کے جواز پر کوئی دلیل پیش کی ہے اگر دلیل ذکر کی ہے پھر تو دلیل کی اتباع ہوئی نہ کہ اس کی تقلید....

اہل قرآن:۔ مولانا حصاروی صاحب نے آپ کے اس سوال کا پہلے ہی سے جواب دے دیا ہے چنانچہ چند سطروں کے بعد وہ لکھتے ہیں۔

”گویا مولانا موصوف (سیالکوٹی) نے حافظ محمد صاحب مرحوم کے قول سے استدلال کیا ہے کہ یہ عمل شرع کے موافق ہے۔ خود ان کے پاس اس عمل کی مشروعیت پر کوئی دلیل نہیں ہے“ (فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ صفحہ ۱۴۲)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ مولانا سیالکوٹی صاحب نے حافظ محمد صاحب کے جس قول کو قبول کیا ہے اسے دلیل شرعی کی بناء پر نہیں بلکہ محض ان کی تقلید میں اسے قبول کیا ہے۔

غیر مقلد: مولانا میر صاحب جیسے مستند عالم کیسے تقلید پر راضی ہو گئے۔ حالانکہ انہوں نے اپنی کتاب ”تاریخ اہلحدیث“ میں لوگوں کو تقلید سے تحقیق کی طرف بلایا ہے۔ یعنی حدیث پر عمل کرنے کی دعوت دی ہے۔

اہل قرآن: جی ہاں! ضرور انہوں نے امت کو عمل بالحدیث کی طرف بلایا ہے مگر ساتھ ہی اس کتاب میں اپنے شیخ میاں نذیر حسین دہلوی مرحوم کی کتاب معیار الحق کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ مطلق تقلید واجب ہے ان کی عبارت دیکھئے۔

”باقی رہی تقلید لاعلمی سو یہ چار قسم (پر) ہے۔ قسم اول واجب ہے اور وہ مطلق تقلید ہے کسی مجتہد کی مجتہدین اہل سنت میں سے۔ لاعلمی التبعین جس کو مولانا شاہ ولی اللہ نے عقد الجید میں کہا ہے کہ یہ تقلید واجب ہے اور صحیح ہے باتفاق امت۔ قسم دوم مباح ہے اور وہ تقلید مذہب معین کی ہے۔“ (تاریخ اہلحدیث صفحہ ۱۴۷)

آپ نے دیکھ لیا کہ مطلق تقلید کو واجب کہا ہے بلکہ اس کے واجب ہونے پر امت کا اتفاق و اجماع نقل کیا ہے۔
غیر مقلد: یا رہا یہ کیسے لوگ ہیں کہ تقلید کو واجب بھی کہہ رہے ہیں اور اسے شرک و کفر بھی۔ اچھا یہ بتاؤ ہمارے اور کسی عالم نے بھی تقلید کو واجب کہا ہے؟

اہل قرآن: مولانا میر صاحب نے میاں صاحب اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حوالے سے تقلید کے وجوب پر اجماع نقل کیا ہے تو کسی اور سے تصدیق کی بھی ضرورت ہے؟ ویسے آپ کے حکم کی تعمیل میں آپ کے علماء کی تقلید کے واجب اور ضروری ہونے پر چند عبارتیں سنا دیتا ہوں۔
نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں۔

”و جب علی العامی تقلیدہ والا خذ بفتوہ“۔ (لقطۃ العجلاں صفحہ ۱۳۷)

عامی پر مجتہد کی تقلید کرنا اور اس کے فتویٰ کو لینا واجب ہے۔

علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں۔

“لابد للعامة من تقليد العلماء في الاصول والفروع” (ہدیۃ المحدث ص ۱۱۰)

عامی کیلئے اصول و فروع میں علماء کی تقلید ضروری ہے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں۔

”یہ بات تو طے ہو چکی ہے کہ بے علم کو عالم کی تقلید ضرور چاہیے۔“ (تقلید شخصی ص ۲۰)

غیر مقلد :- جب ہمارے علماء تقلید کو ضروری اور واجب کہہ رہے ہیں پھر تو اس (تقلید) سے جان چھڑانا مشکل ہے اس لئے کہ واجب کا ترک گناہ ہے شاید اسی گناہ سے بچنے کے لئے ہمارے اہلحدیث تقلید کرتے رہے ہیں یہ بھی وضاحت فرمادیں کہ وہ اس واجب کی ادائیگی کے لئے اور کس کی تقلید کیا کرتے ہیں۔

علامہ شوکانیؒ کی تقلید

اہل قرآن :- آپ کے اہلحدیث محمد بن علی المعروف علامہ شوکانیؒ کی بھی تقلید کیا کرتے ہیں۔

آپ کے بہت بڑے عالم علامہ وحید الزمان صاحب نے اس حقیقت کا انکشاف ان الفاظ میں کیا ہے۔

”اس وقت میں جو ایک جماعت اہلحدیث کہلاتی ہے وہ باوجود دعویٰ اتباع سنت کبھی

کبھی اپنے علماء کے جیسے ابن تیمیہ، شاہ ولی اللہ اور شوکانی اور مولانا اسماعیل شہید ہیں ایسے مقلد

بن جاتے ہیں کہ ان کی رائے کے خلاف دلیل بیان کرنے والے کی دلیل نہیں سنتے۔“

(تیسیر الباری جلد ۶ صفحہ ۴۹۹ نعمانی کتب خانہ)

علامہ صاحب کی تصریح کے مطابق عمل بالحدیث کی دعوے دار جماعت علامہ شوکانیؒ وغیرہ کی تقلید جامد

کرتی ہے۔ یہاں تک کہ ان کے خلاف کوئی دلیل بیان کی جائے اس دلیل کو ماننا تو کجا اسے سنتے تک

نہیں۔ یہ تقلید جامد نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر ان کے جمود کا یہ حال ہے کہ جب انہیں اس پر متنبہ کیا جاتا ہے

تو بھی ان کی تقلید سے باز نہیں آتے بلکہ الٹا آئمہ مجتہدین اور اولیاء کرام کی گستاخی پر ٹل آتے ہیں۔

چنانچہ علامہ صاحب ہی اس عبارت کے بعد لکھتے ہیں۔

”یا اگلے آئمہ دین جیسے امام ابو حنیفہؒ۔ امام شافعیؒ وغیرہ یا دوسرے اولیاء اللہ یا صوفیہ کرام
ہیں ان کی توہین کرتے ہیں۔“ (تیسیر الباری جلد ۶ صفحہ ۴۹۹)

اس سے بڑھ کر تقلید جامد اور کیا ہوگی کہ یہ لوگ اولیا کرام کی توہین اور گستاخی کرنا تو پسند کرتے ہیں مگر
علامہ شوکانی وغیرہ کی تقلید نہیں چھوڑتے۔

غیر مقلد: آپ نے سچ فرمایا یہ صرف تقلید ہی نہیں بلکہ یہ تو تقلید جامد ہے علامہ شوکانی کی تقلید
جامد کرنے والے کسی اہلحدیث کی تعین فرمادیں تو مہربانی ہوگی۔

اہل قرآن: مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ دین اسلام میں ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز
نہیں ہے۔ مگر اس کے برعکس علامہ شوکانی کی رائے یہ ہے کہ ناپاک کپڑوں میں پڑھی گئی نماز صحیح ہے
آپ کی جماعت کے مجدد نواب صدیق حسن خان نے علامہ شوکانی کی تقلید جامد کا شکار ہو کر کہہ دیا کہ
ناپاک کپڑوں میں پڑھی جانے والی نماز درست ہے۔ (نزل الابرار من فقہ البیہقی المختار جلد ۱ صفحہ ۶۴)
اسی طرح قرآن وحدیث کی تعلیم ہے کہ کپڑوں کی موجودگی میں ننگے بدن نماز پڑھنا جائز نہیں۔ لیکن
اس کے برخلاف علامہ شوکانی کی رائے یہ ہے کہ ننگے بدن نماز پڑھنا درست ہے۔ نواب صاحب اس
مسئلہ میں بھی ان کی تقلید کرنے سے نہیں پھوٹے۔ ان کی تقلید میں آ کر یہ کہہ دیا کہ کپڑوں کی موجودگی
میں ننگے بدن پڑھی جانے والی نماز درست ہے۔ (ایضاً صفحہ ۱۱۱)

اب آپ یا تو تسلیم کریں کہ نواب صاحب نے قرآن وحدیث کی اتباع کرنے کی بجائے علامہ شوکانی
کی تقلید کی ہے یا پھر قرآن وحدیث سے دلیل پیش کریں جس سے علامہ شوکانی اور نواب صاحب کے
موقف کی تائید ہوتی ہو۔

غیر مقلد: قرآن وحدیث میں ان بوگس قسم کے مسئلوں کا ثبوت کہاں ہے لاچار ہو کر یہی کہنا
پڑے گا کہ نواب صاحب نے شوکانی کی تقلید میں ان مسئلوں کو قبول کیا ہے فقط۔ میرے ذہن میں ایک
سوال ابھر کر آ رہا ہے۔ آپ نے اس مجلس کے شروع میں کہا تھا بلکہ ثابت کر دیا تھا کہ علامہ وحید الزمان
صاحب اپنے علماء کی تقلید کرتے تھے اور دوسروں کو بھی برا بیچتے کیا کرتے تھے مگر اب تھوڑی دیر پہلے

آپ نے علامہ صاحب کی عبارت دکھائی کہ وہ علامہ شوکانی کی تقلید کرنے والوں پر ذرا ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں۔ حالانکہ علامہ شوکانی تو اہلحدیث کے مسلم پیشوا ہیں۔ (تاریخ اہلحدیث صفحہ ۱۴۷)

اہل قرآن: علامہ صاحب ان مسلوں میں تقلید کرتے اور کراتے ہیں جو ان کے من پسند ہیں۔ مثلاً گانا سننا وغیرہ اور جہاں طبیعت کو اچھا نہیں محسوس کرتے وہاں غصہ کا اظہار کر دیتے ہیں۔ اسلئے ان کی عبارات میں اس قسم کی بات مل جاتی ہے۔ جسے آپ نے بھی متضاد سمجھ کر سوال کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک وقت میں وہ اپنے ہم مسلک لوگوں کو علامہ ابن تیمیہ کی تقلید سے روک رہے ہوتے ہیں اور پھر یہ وقت بھی آ جاتا ہے کہ خود ان کی تقلید کو گلے کی زینت بنائے بیٹھے نظر آ رہے ہوتے ہیں۔

غیر مقلد: کیا اہلحدیث حضرات علامہ ابن تیمیہ کی بھی تقلید کرتے ہیں کہ علامہ صاحب کو تنبیہ کرنے اور روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی انہوں نے کسی کو چھوڑا بھی ہے یا ہر کسی کی تقلید کو قرآن و حدیث کی دعوت کا نام دے رکھا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ کی تقلید

اہل قرآن: ہاں جی۔ آپ کی جماعت نے جہاں دوسروں کی تقلید کو اپنا شب و روز کا معمول بنایا ہے وہاں انہوں نے علامہ ابن تیمیہ کی تقلید کو بھی سینے سے لگایا ہے۔

چنانچہ آپ کی جماعت کے با اثر عالم مولانا عنایت اللہ اثری صاحب لکھتے ہیں۔

”غزنوی بزرگ خصوصاً اور دیگر اہلحدیث عموماً امام ابن تیمیہ کی عملاً تقلید کرتے ہیں۔“

(الطہر البلیغ صفحہ ۱۵۹ مشمولہ رسائل اہلحدیث جلد دوم)

غیر مقلد: ہائے! اہلحدیث علماء میں یہ متضاد باتیں کیوں ہیں کہ وہ دوسروں کو تو تقلید سے منع کرتے ہیں۔ خود تقلید کے بغیر رہ نہیں سکتے۔ مجھے ان پر حیرت ہو رہی ہے اور آپ پر رشک کر رہا ہوں

کہ ماشاء اللہ ہمارے علماء کرام کی کتابوں کا خوب مطالعہ کیا ہے۔ جب ہی تو ہر بات باحوالہ بتا رہے ہیں۔ مگر وہ عبارت بھی تو دکھاؤ جس میں علامہ وحید الزمان صاحب نے علامہ ابن تیمیہ کی تقلید کرنے والے اہلحدیث حضرات کو ڈانٹا ہے۔

اہل قرآن :- آپ حوصلہ رکھیں اور ساری عبارتیں دیکھتے جائیں پھر بعد میں فیصلہ کرنا کہ اہلحدیث حضرات غیر مقلد ہیں یا تقلید کے میدان میں عام مقلدین کو بھی مات کر دیا ہے۔ آج کی مجلس میں دلچسپ بحث تو اس وقت ہوگی جب میں آپ کی مستند کتابوں کے حوالے سے ثابت کروں گا کہ آپ لوگ جب تقلید کرنے پر آئے تو امام ابوحنیفہؒ اور فقہائے احناف کی تقلید کو بھی صراطِ مستقیم سمجھنے لگے اور حنفی کہلوانے کو اہلسنت کی نشانی قرار دے دیا۔

غیر مقلد :- اُف! کیا ہمارے علماء تقلید کے حوالے سے اتنا پست بھی ہو چکے ہیں کہ اول تو تقلید کے لئے تیار ہو گئے اور پھر تقلید بھی ان لوگوں کی اختیار کر لی جنہیں قرآن و حدیث کا مخالف کہتے کہتے ان کی زبانیں تھکتی نہیں۔ مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا یہ عمل بالحدیث ہے یا منافقت؟ آپ مہربانی فرمائیں اور پہلے یہ بتائیں کہ ہمارے اہلحدیث نے فقہائے احناف کی تقلید کہاں؟ اور کس وقت کی ہے؟

اہل قرآن :- باری آنے پر آپ کی اس خواہش کو بھی پورا کر دیا جائے گا اور آپ یہ دلکش منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے کہ آپ کے اہلحدیث تقلید کے لئے کیسے آئمہ احناف کے سامنے سجدہ ریز ہیں لیکن اب میں علامہ صاحب کا وہ حوالہ پیش کرتا ہوں۔ جہاں انہوں نے علامہ ابن تیمیہؒ کی تقلید کرنے والے اپنے ہم مسلک لوگوں کو تنبیہ فرمائی ہے۔ علامہ صاحب لکھتے ہیں۔

”ہمارے اہلحدیث بھائیوں نے ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ اور شوکانیؒ اور شاہ ولی اللہؒ اور مولوی اسماعیل شہیدؒ اور اللہ مرقدہم کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا بس اسکے پیچھے پڑ گئے۔ برا بھلا کہنے لگے، بھائیو! ذرا تو انصاف اور غور کرو جب تم نے ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کی تقلید چھوڑ دی تو ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ اور شوکانیؒ جو ان سے متاخر ہیں ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے؟“ (وحید اللغات مادہ ”شر“ بحوالہ حیات وحید الزمان صفحہ ۱۰۲)

اس عبارت سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ کے ہم مسلک لوگ علامہ ابن تیمیہؒ وغیرہ کی تقلید کیا کرتے ہیں۔ جب ہی تو علامہ صاحب نے ان کو ڈانٹنے کی ضرورت محسوس فرمائی۔

غیر مقلد :- آپ نے ابھی کچھ دیر پہلے یہ بھی فرمایا ہے کہ علامہ صاحب دوسروں کو علامہ ابن

تیمیہ کی تقلید سے منع کرتے ہیں اور خود ان کی تقلید کیا کرتے تھے۔ آپ نے منع کرنے کی عبارت تو دکھا دی ہے وہ عبارت بھی تو دکھائیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ علامہ صاحب نے علامہ ابن تیمیہ کی تقلید کی ہے۔

اہل قرآن :- دیکھیے! صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حیض والی عورت کو جو طلاق دی جائے وہ واقع ہو جاتی ہے۔ (احکام و مسائل صفحہ ۴۹۱)

صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۹۰ اور صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۷۶ پر حدیث مذکور ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تھی تو اسے شمار کر لیا گیا تھا۔ مسلم کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ رجوع کر لو اور یہ رجوع کرنا دلیل ہے کہ طلاق واقع ہو گئی اور اگر طلاق واقع نہ ہوئی ہو تو رجوع کا کیا مطلب؟

علامہ وحید الزمان صاحب اس جگہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
”حضرت نے جو رجوع کا حکم فرمایا اس سے صاف معلوم ہوا کہ طلاق پڑ گئی۔“

(شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۸۹)

لیکن علامہ صاحب احادیث کے خلاف محض علامہ ابن تیمیہ کی تقلید میں کہتے ہیں کہ حالت حیض میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (تیسیر الباری جلد ۷ صفحہ ۱۶۴ صفحہ ۲۳۵)

اس سے ثابت ہوا کہ علامہ صاحب اگرچہ دوسروں کو بظاہر تقلید سے روکتے تھے مگر خود چھپ چھپ کر تقلید کر لیا کرتے تھے۔

غیر مقلد :- آپ کی بات بالکل درست ثابت ہوئی بلکہ آپ نے دلیل سے ثابت کر دیا ہے کہ علامہ صاحب نے حدیث کی اتباع کرنے کی بجائے علامہ ابن تیمیہ کی تقلید کو ترجیح دے کر لکھ دیا ہے کہ حائضہ عورت کو دی ہوئی طلاق نہیں پڑتی۔ کیا اس کے علاوہ بھی کوئی مسئلہ ہے جہاں علامہ صاحب یا دیگر اہل حدیث نے علامہ ابن تیمیہ کی تقلید کی ہو؟

اہل قرآن :- علامہ ابن تیمیہ کی رائے یہ ہے کہ تین مسجدوں۔ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ کہیں کا سفر جائز نہیں یہاں تک کہ روضہ رسول کی زیارت کے لئے سفر کرنا بھی جائز نہیں

(نزل الابراہیم جلد ۱ صفحہ ۱۷۹) لیکن صحیح بات یہ ہے کہ روضہ رسول کی زیارت کیلئے سفر کرنا جائز اور کارِ ثواب ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ سے اس مسئلہ میں خطا ہوئی ہے۔

چنانچہ علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں۔

”غایت مافی الباب یہ ہے کہ ان سے اجتہاد میں غلطی ہوئی تب بھی ان کے لئے ایک اجر ہے اللہ ان پر رحم کرے۔۔ کیا ان کے فضائل ایک مسئلہ اختلافی کی وجہ سے مفقود ہو جائیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں۔“ (تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۱۹۷)

علامہ صاحب بباغ دہل یہ اعلان کر رہے ہیں کہ علامہ ابن تیمیہؒ کے موقف میں ضعف ہے اور ان کی رائے خطا کھا گئی ہے مگر آپ کے اہلحدیث اس مسئلہ میں ان کے پکے مقلد بنے ہوئے ہیں۔ بلکہ خود علامہ صاحب جنہوں نے اقرار کیا ہے کہ اس مسئلہ میں علامہ ابن تیمیہؒ سے غلطی ہوئی ہے وہ اپنی دوسری کتاب میں ان کی تقلید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”جب کسی خانہ خدا کی طرف سفر درست نہ ہو اسوا ان تین کے تو قبروں کی زیارت کے لئے کیونکر درست ہوگا۔“ (شرح مسلم جلد ۳ صفحہ ۴۰۵)

غیر مقلد :- مولانا عنایت اللہ اثری صاحب نے جیسے لکھا ہے کہ اہلحدیث عموماً علامہ ابن تیمیہؒ کی تقلید کیا کرتے ہیں آپ نے ان کی بات کو خارجی شہادتوں سے سچا کر دکھایا ہے اب یہ بتائیں کوئی امتیازی مسئلہ بھی ہے جس میں ہمارے اہلحدیث لوگوں نے علامہ ابن تیمیہؒ کی تقلید کی ہو۔

اہل قرآن :- مسئلہ تین طلاق امتیازی مسائل میں سے ہے علامہ ابن تیمیہؒ نے جمہور امت سے ہٹ کر ایک الگ راہ اختیار کی ہے کہ ایک ہی مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو ایک قرار دیا۔ آپ کی جماعت کے سارے علماء نے (سوائے دو چار کے) علامہ ابن تیمیہؒ کی تقلید کی ہے۔

مولانا شرف الدین دہلوی اہلحدیث لکھتے ہیں۔

”اصل بات یہ ہے کہ مجیب مرحوم نے جو لکھا ہے کہ تین طلاق مجلس واحد کی محدثین کے

نزدیک ایک کے حکم میں ہیں۔ یہ مسلک صحابہؓ، تابعین و تبع تابعین وغیرہ آئمہ محدثین، متقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال کے بعد کے محدثین کا ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے فتویٰ کے پابند اور ان کے معتقد ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۹)

اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینا صحابہ و تابعین اور محدثین حضرات کا نہیں بلکہ ساتویں صدی کے عالم علامہ ابن تیمیہؒ کا ہے آپ کی جماعت نے اس مسئلہ میں ان کی تقلید کر رکھی ہے۔

غیر مقلد: یہ بات آپ کی بالکل کمزور ہے آپ مجھے بہلا رہے ہیں اور خواہ مخواہ ابن تیمیہؒ کی تقلید کا الزام ہم پر لگا رہے ہیں۔ ہمارے علماء نے علامہ ابن تیمیہؒ کی تقلید نہیں کی بلکہ یہ بات مسلم شریف کی حدیث سے لی ہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی زمانے تک تین طلاقوں کو ایک شمار کیا جاتا تھا۔

اہل قرآن: علامہ ابن حزم ظاہری (جنہیں آپ لوگ اپنی جماعت کے افراد میں شامل کرتے ہو۔ (نزل الابراہ جلد ۲ صفحہ ۶۴) لکھتے ہیں کہ یہ نبی کی حدیث ہے ہی نہیں کیونکہ یہ نہ تو آپ کا فرمان ہے نہ فعل اور نہ ہی آپ سے اس پر تکریر ثابت ہے۔ گویا حدیث مرفوعہ کی تینوں قسموں میں سے کوئی بھی نہیں۔ (محصلہ محلی ابن حزم جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۶)

آپ کے عالم مولانا شرف الدین صاحب دہلوی بھی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مرفوعہ یعنی نبی کی حدیث نہیں چنانچہ مولانا صاحب لکھتے ہیں۔

”ابن عباسؓ کی مسلم کی حدیث مذکور مرفوعہ نہیں یہ بعض صحابہ کا فعل ہے جس کو نسخ کا علم نہ تھا۔“ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۹)

لہذا یہ کہنا بجا ہے کہ آپ لوگوں کا یہ مسئلہ حدیث نبوی سے ماخوذ نہیں۔ یہ صرف علامہ ابن تیمیہؒ کی تقلید ہے اور کچھ نہیں۔

غیر مقلد: ہمارا کوئی عالم اور ہماری جماعت کا کوئی فرد ایسا ہے بھی جو تقلید کے بغیر قرآن و

سنت کے صاف و شفاف چشمہ سے سیراب ہوتا ہو یا سارے تقلیدی شکنجے میں جکڑے جا چکے ہیں۔

اہل قرآن: اس کا جواب دینے سے پہلے میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں آپ یہ بتائیں کہ

آپ کی جماعت میں یہ تقسیم مانی جاتی ہے کہ فلاں حدیث صحیح اور فلاں ضعیف ہے؟

غیر مقلد: ضرور! اس تقسیم کا تو کوئی بھی مسلمان منکر نہیں ہر مکتب فکر کے لوگ اس تقسیم کے قائل ہیں۔

علمائے حدیث یعنی محدثین کی تقلید

اہل قرآن: اگر آپ کے ہاں صحیح اور ضعیف حدیث کی تقسیم چلتی ہے تو پھر آپ کی جماعت کا کوئی

فرد بھی تقلید سے بیزار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ محدثین پر اعتماد کر کے کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہنا تقلید ہی تو

ہے۔ چنانچہ آپ کی جماعت کے سرخیل مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں۔

”غیر مجتہدین مطلق کیلئے تقلید مجتہدین سے فرار و انکار کی گنجائش نہیں اس کو کہیں نہ کہیں

مجتہدین و محدثین کی تقلید کرنی پڑتی ہے بعض مسائل فرعیہ میں ہو یا اصول و قواعد استنباط میں۔ خواہ

احادیث کی تصحیح و تضعیف میں۔“ (اشاعۃ السنۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۲)

مولانا بٹالوی صاحب کی تحقیق کے مطابق جو شخص مجتہد مطلق نہیں وہ تقلید سے بچنے کیلئے خواہ کیسی ہی

کوشش کرے اور اس سے جان چھڑانے کی فکر میں کسی بھی راہ کا انتخاب کر لے وہ تقلید سے راہ فرار ہرگز

ہرگز نہیں اختیار کر سکتا۔

اسے چند مقامات میں ضرور تقلید کرنی پڑتی ہے ان میں سے ایک مقام حدیث کی تصحیح و تضعیف کا ہے یعنی

کسی حدیث کو صحیح قرار دینے یا اسے ضعیف کہنے میں تقلید کرنی پڑتی ہے۔ لہذا آپ لوگ جو اپنے مذہب

کی حمایت میں حدیث کو صحیح اور مخالف کے مسلک کی تردید میں کسی حدیث کو ضعیف کہتے ہو یہ بھی

دراصل محدثین کی تقلید ہے۔ جیسا کہ مولانا بٹالوی صاحب نے اس کی تصریح فرمادی ہے ہاں آپ

لوگوں میں سے جس کو تقلید کے لفظ سے وحشت ہوتی ہو تو وہ اس کا نام ”اتباع“ رکھ کر جی کو

بہلا سکتا ہے۔

غیر مقلد۔ میں حیران ہوں کہ کس کی بات مانوں یا لوی صاحب تو کسی حدیث کو صحیح اور کسی کو ضعیف سمجھنے کی تقلید کبہ رہے ہیں۔ جبکہ موجودہ اہلحدیث اس کی سختی سے تردید کرتے ہیں۔

اہل قرآن۔ مولانا بلا لوی صاحب آپ کے اکابر میں سے ہیں جن کو وکیل اہلحدیث کہا جاتا ہے۔ ان کے مقابلہ میں اصغر کی مثال بچوں کی سی ہے۔ ان کی صریح عبارت کے مقابلہ میں بچوں کی بات کیسے مانی جاسکتی ہے۔ فقار خانہ میں طلوعی کی آواز کون سنتا ہے؟

غیر مقلد۔ اگر حدیث کو صحیح یا ضعیف کہنے کے سلسلہ میں محدثین پر اعتماد کرنا تقلید ہے تو پھر اس لیے صریح مہارتیں کتابوں میں ہونی چاہئیں کہ فلاں نے اس حدیث کو مشائخ صحیح کہنے میں فلاں کی تقلید کی ہے اگر آپ میں ہمت ہے تو ایسے حوالے پیش کریں۔

اہل قرآن۔ آپ کے مایہ ناز عالم اور شام کے محدث علامہ ناصر الدین البانی صاحب نے صراحتہ بیان کر دیا ہے کہ حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دینے میں محدثین پر اعتماد کرنا بھی تقلید ہے۔ چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ ایک حدیث کی سند کے متعلق علامہ قسیمیؒ نے کہا ”رجالہ رجال الصحیح“ اسی بات کو علامہ سیوطیؒ نے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے تو اس پر علامہ البانی صاحب نے لکھا ہے۔
”قلدہ السیوطی۔ سیوطی نے اس کی تقلید کی ہے“ (الضعیفہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۰)

2۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کے متعلق لکھا ہے ”رجالہ ثقات“ کہ اس حدیث کی سند کے راوی ثقہ یعنی با اعتماد ہیں اسی بات کو علامہ صنعانیؒ نے نقل کیا تو علامہ البانی صاحب نے لکھا۔
”قلدہ التصعانی۔ صنعانی نے اس کی تقلید کی ہے“ (صفحہ ۳۶۳)

3۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کو صحیح کہا ہے۔ علامہ البانی صاحب لکھتے ہیں۔
”قلدہ فی ذلک۔ شوکانی و صدیق حسن و آلوسی“ (صفحہ ۳۸۷)
شوکانی، صدیق حسن و آلوسی نے ابن کثیر کی تقلید کی ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ علامہ شوکانی اور نواب صدیق حسن خان صاحب آپ ہی کی جماعت کے لوگ ہیں مگر

علامہ البانی صاحب کی تحقیق کے مطابق ان دونوں نے حدیث کی صحت کے سلسلہ میں حافظ ابن کثیر شافعی المقلد کی تقلید کی ہے۔

4۔ علامہ البانی صاحب خود اپنے متعلق لکھتے ہیں۔

”قلدنی فی ذلک کلامہ للبحیۃ القادریۃ علی تحقیقہ“۔ (صفحہ ۳۱۶)

میں نے ان سب میں اس مجلس کی تقلید کی ہے جو تحقیق کیلئے قائم کی گئی ہے۔

(بحوالہ تجلیات صفحہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۲)

علامہ البانی صاحب کی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ بعد والے لوگ جو پہلوں پر اعتماد کر کے کسی حدیث کو صحیح اور کسی کو ضعیف کہتے ہیں یہ بھی ان کی تقلید ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے علامہ شوکانیؒ کو نواب صدیق حسن خان اور خود اپنے آپ کو مقلد کہا ہے اگرچہ لوگوں کی نگاہوں میں یہ تینوں حضرات غیر مقلد ہیں۔

غیر مقلد۔ علامہ البانی صاحب کوئی معتبر شخصیت ہے اس کا تعارف اور اس کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟

اہل قرآن۔ آپ کی جماعت کے بزرگ اور عالم مولانا عبدالباری فتح اللہ صاحب لکھتے ہیں۔

”علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات سے علمی دنیا سونی ہو گئی۔ امت مسلمہ

ایک ایسے مجدد سے محرومی پر سو گوار ہے جو صدیوں بعد اس دنیا میں آیا تھا۔ اس صدی کے علم میں علامہ

سب سے قد آور شخصیت کے مالک تھے“۔ (مقدمہ صفحہ صلوٰۃ النبی صفحہ ۸۴)

علامہ البانی صاحب کا تعارف آپ کے ”فتاویٰ علمائے حدیث“ میں اس طرح ہے۔

”شیخ البانی جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی کے صدر مدرس ہیں شیخ موصوف نعلی طور پر انگریز

ہیں آپ کا خاندان جب مسلمان ہوا تو حنفی مذہب اختیار کیا۔ شیخ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علم و فضل میں

کمال بخشا کہ اپنی تحقیق سے اہل حدیث ہو گئے ملک شام میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کو

علم حدیث میں خصوصاً اسماء الرجال میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ ممالک عربیہ میں آپ کی علمی قابلیت

مستلم اور مشہور ہے کہ علم حدیث میں ان سے زیادہ تحقیق کسی کو نہیں“۔ (فتاویٰ علمائے حدیث جلد ۳ صفحہ ۱۷۶)

غیر مقلد: یہ بات تو ثابت ہو گئی ہے کہ علامہ البانی صاحب معتبر ترین شخصیت ہیں مگر حدیث کی تصحیح و تضعیف میں محدثین پر اعتماد کرنے کو تقلید کہنے سے طبیعت ہنجیبا ہتی ہے۔ کیونکہ پھر تو ہمارا ہر اہلحدیث مقلد ہی قرار پائے گا۔

اہل قرآن: اگر آپ کو بناوٹی صاحب اور علامہ البانی صاحب کی تحقیق پر یقین نہیں تو آپ بتاؤ جب کوئی محدث کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہتا ہے تو اللہ و رسول سے اس کی صحت و ضعف کو ثابت کرتا ہے یا محض اپنی رائے اور اپنے الہام سے فیصلہ کرتا ہے؟

غیر مقلد: اللہ اور اس کے رسول نے تو کسی ایک بھی حدیث کو صحیح یا ضعیف نہیں کہا۔ حدیث کی صحت و ضعف کا فیصلہ محدثین اپنے الہام سے کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہماری جماعت کے بہت بڑے عالم مولانا زبیر علی زئی صاحب نے اس حقیقت کا یوں اظہار کیا ہے۔

حدیث کی تصحیح اور تضعیف کا دار و مدار محدثین کے الہام پر ہوتا ہے۔

(محصلاً نور العینین صفحہ ۸۵)

اہل قرآن: آپ نے اقرار کیا ہے کہ حدیث کی صحت و ضعف کا فیصلہ محدثین اپنے الہام سے کرتے ہیں اور پوری امت کا اجماع ہے کہ کسی کا الہام حجت شرعیہ نہیں اور اس شخص کے قول پر عمل کرتا جسکی بات حجت شرعیہ نہ ہو یہی تو تقلید ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ جلد ۱ صفحہ ۱۸۳)

یہی وجہ ہے کہ ہم لوگوں کو اہل قرآن کی جماعت میں شامل ہونا اور حدیث کا انکار کرنا پڑا۔ کیونکہ حدیث کو مذہب بنالینے سے محدثین کا مقلد بننا پڑتا ہے جب کہ ہمارا مذہب ہر قسم کی تقلید سے بیزار رہ کر خلاصہ کلام الہی کی پیروی کرتا ہے۔ اس لئے ہمارے اکابر نے تقلید کے پر خچے اڑائے ہیں۔ ہمارے ایک اسکالر نے تقلید کی تردید میں لکھا ہے کہ

”مولویوں کے نزدیک اسلام نام ہے صرف کورانہ تقلید کا اور تقلید بھی رسول اور احکام رسول کی نہیں بلکہ بخاری و مسلم و مالک وغیرہ کی اور میں سمجھتا ہوں کہ حقیقی کیفیت یقین کی اس وقت تک پیدا ہی نہیں ہو سکتی جب تک ہر شخص اپنی جگہ غور کر کے کسی نتیجہ پر نہ پہنچے۔“ (من ویزدان جلد ۱ صفحہ ۵۳)

اہل قرآن۔ بطور نمونہ دو مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ امام بخاریؒ کے نزدیک بے وضو سجدہ تلاوت کرنا جائز ہے آپ کی جماعت کے بزرگ اور عالم مولانا حافظ عبدالستار حماد صاحب لکھتے ہیں کہ

”امام بخاریؒ کا موقف یہ ہے کہ کسی مشقت کے پیش نظر سجدہ تلاوت وضو کے بغیر کیا جاسکتا ہے۔ (عمون الباری ۲/۵۵۳) لیکن امام صاحب کا استدلال محل نظر ہے۔“

(مختصر صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۷۱)

مولانا حماد صاحب نے امام بخاریؒ کے استدلال کو ”محل نظر“ کہہ کر اسے کمزور تسلیم کیا ہے مگر چونکہ آپ کے علماء کرام کو امام بخاریؒ کی مخالفت کا ڈر ہے اس لئے ان کی مخالفت سے بچنے کیلئے ان کی تقلید میں آکر لکھ دیا ہے کہ سجدہ تلاوت بغیر وضو کے درست ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ جلد ۱ صفحہ ۵۷۱)

2۔ نسائی شریف جلد ۱ صفحہ ۷۰ پر حدیث نبویؐ ہے ”واذا قرأ فاصتوا۔ کہ جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو“ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ امام کا فریضہ قراءت کرنا اور مقتدی کا وظیفہ خاموش رہ کر امام کی قراءت کو سننا ہے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو روایت کرنے والا ”ابو خالد الاحمر“ مطہر ہے (جزء القراءۃ صفحہ ۵۶) یعنی چونکہ اس کو روایت کرنے میں ابو خالد اکیلا ہے اس کے سوا اور کوئی محدث اسے بیان نہیں کرتا اس لئے یہ حدیث قابل قبول نہیں۔

آپ کی جماعت کے محدث مولانا عبدالرحمن مبارکپوری صاحب نے بغیر تحقیق کئے محض امام بخاریؒ کی تقلید میں لکھ دیا ہے کہ اس حدیث کو روایت کرنے میں ابو خالد متفرد اور اکیلا ہے۔ (ابکار السنن صفحہ ۱۵۲ بحوالہ احسن الکلام جلد ۱ صفحہ ۶۹)

امام بخاریؒ کی جس بات میں مولانا مبارکپوری صاحب نے تقلید کی ہے نہ صرف یہ کہ کمزور اور دلیل سے خالی ہے بلکہ خلاف دلیل ہے کیونکہ اس حدیث کو روایت کرنے میں ابو خالد اکیلا نہیں بلکہ محمد بن سعد انصاری بھی اس کو روایت کرتے ہیں (دلیل الطالب صفحہ ۲۹۲)

مبارکپوری صاحب اگر تحقیق سے کام لیتے تو نسائی شریف میں خود اسی مقام پر اس حدیث کے فوراً بعد متصل ہی ابو خالد والی حدیث کو محمد بن سعد انصاریؒ بیان فرما رہے ہیں۔ لہذا مبارکپوری صاحب کا ابو خالد کو متفرد قرار دینا دلیل سے نہیں ہے محض امام بخاریؒ کی تقلید سے ہے۔

غیر مقلد:۔ بات تو آپ کی بالکل درست ہے مگر امام بخاریؒ جیسے لاکھوں حدیثوں کے حافظ اور امیر المؤمنین فی الحدیث کی نظروں سے محمد بن سعد والی حدیث کیسے اوجھل رہی یہاں تک کہ ابو خالد کو اکیلا متفرد قرار دے دیا۔

اہل قرآن:۔ بڑے سے بڑے عالم اور محدث سے بھی کبھی خطا ہو جایا کرتی ہے۔ امام بخاریؒ سے یا خطا ہوئی ہے یا ممکن ہے کہ ان کو محمد بن سعد انصاریؒ والی حدیث نہ پہنچ سکی ہو وغیرہ کئی عذر ہو سکتے ہیں لیکن اس دور میں کتب حدیث خصوصاً صحاح ستہ کی کتابیں ہر شہر میں دستیاب ہیں اس کے باوجود یہ کہہ دینا کہ ابو خالد متفرد ہے۔ سوائے امام بخاریؒ کی تقلید محض کے اور کچھ نہیں۔ آپ لوگ اگر واقعی تقلید سے کنارہ کشی کرنا چاہتے ہیں تو حدیث نبویؐ جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو، پر عمل پیرا ہو جائیں اور امام کی قراءت کے وقت ہونٹوں کو حرکت تک نہ دیں اگرچہ امام بخاریؒ کی مخالفت میں ”لو ہے کے پنے چہا نا“ تکلیف دہ چیز ہے۔

غیر مقلد:۔ آپ بھی عجیب ہیں ایک طرف تو آپ حدیث کے منکر ہو کر اہل قرآن بنے ہوئے ہیں اور دوسری طرف ہمیں نصیحت فرما رہے ہیں کہ حدیث نبویؐ پر عمل کرتے ہوئے امام کے پیچھے قراءت ترک کر دیں۔

اہل قرآن:۔ یہ بات تو ٹھیک ہے کہ ہم اہل قرآن ہیں صرف قرآن ہی کی اتباع کرنا ہمارا دین ہے مگر حدیث مذکور بھی قرآن کے موافق ہے کیونکہ قرآن کا حکم یہی ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی اختیار کرو۔ اس لئے ہم قرآن کریم ہی کے تبع ہوئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب آپ کا دعویٰ ہے کہ ہم اہل حدیث، حدیث کے پیرو ہیں تو آپ حدیث پر عمل کرنا شروع کریں اور امام بخاریؒ کی تقلید کا طوق گلے سے نکال پھینکیں۔

غیر مقلد :- آپ کی سابقہ گفتگو سے معلوم ہوا ہے کہ اہلحدیث اصول حدیث میں تراجم حدیث پر اعتماد کرتے ہیں۔ یعنی حدیث کی تصحیح و تضعیف میں ان کی تقلید کرتے ہیں کیا جیسے یہ لوگ اصول حدیث میں محدثین کی تقلید کرتے ہیں ایسے اصول تفسیر میں مفسرین کی تقلید بھی کرتے ہیں؟

علمائے اصول کی تقلید

اہل قرآن :- جی ہاں آپ کے اہلحدیث مفسرین کی تقلید بھی کیا کرتے ہیں۔ مفسرین نے ایک ضابطہ وضع کیا ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ کہ خاص سبب کا یعنی کسی آیت کے حکم کو صرف شان نزول پر بند نہیں رکھا جاتا بلکہ عموم لفظ کی وجہ سے اپنے پورے افراد کو شامل ہوتا ہے۔ مثلاً سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۰۴ ایک کافر اغض بن شریق کے متعلق نازل ہوئی مگر عموم لفظ کی وجہ سے یہ ہر اس شخص کو شامل ہوگی جو بھی اغض والے برے اعمال کرے گا۔

آپ کے عالم مولانا صلاح الدین یوسف صاحب لکھتے ہیں۔

”لفظ کے عموم کا اعتبار ہوگا۔ سبب نزول کے خصوص کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ پس اغض بن شریق (جس کا ذکر پچھلی آیت میں ہوا) برے کردار کا ایک نمونہ ہے جو ہر اس شخص پر صادق آئے گا جو اس جیسے برے کردار کا حامل ہوگا۔“ (تفسیری حواشی صفحہ ۸۳)

یہ ضابطہ تقریباً آپ کے سارے علماء کرام کے ہاں مقبول ہے اور اس ضابطہ کی حیثیت کیا ہے وہ آپ اپنے عالم مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی صاحب کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا صاحب لکھتے ہیں۔

”العموم الملقظ لا لخصوص السبب بھی قیاس ہے۔“ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۸)

اہلحدیث حضرات جب علمائے اصول مفسرین کے اس ضابطہ بالفاظ دیگران کے قیاس کو مانتے ہیں تو وہ یقیناً ان کے مقلد ہوئے کیونکہ یہ بات تو مسلم ہے کہ کسی کے قیاسی مسائل کو قبول کرنا تقلید ہی ہے۔

غیر مقلد :- آپ کی مدلل گفتگو سے ثابت ہوا کہ اہلحدیث حضرات لوگوں کے قیاس کو بھی تقلید قبول کر لیتے ہیں حالانکہ وہ قیاس کو کارائیں کہتے ہیں اور ایک عالم نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ قیاسی مسائل

پر عمل کرنا مردار کھانے کے مترادف ہے۔ جیسا کہ آپ نے پہلے عبارت دکھائی ہے۔

قیاسی مسائل میں علماء کرام کی تقلید

اہل قرآن۔ آپ کے اہلحدیث اگرچہ لوگوں کو تو یہی کہتے ہیں کہ ہم صرف اور صرف قرآن و حدیث کے صریح احکام پر عمل کرتے ہیں۔ قیاس کی اتباع ہرگز نہیں کرتے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کے عمل میں بہت سے مسائل ایسے بھی ہیں جن کی بنیاد محض قیاس ہی ہے۔ ان کے قیاسی مسائل کے سمندر میں سے ایک چٹو حاضر خدمت ہے۔

مولانا مبشر ربانی صاحب لکھتے ہیں۔

”قنوت وتر میں ہاتھوں کا اٹھانا نبی کریم ﷺ کی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں..... جو (اہلحدیث) لوگ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں وہ اسے قنوت نازلہ پر قیاس کرتے ہیں“۔ (احکام و مسائل صفحہ ۲۵۹)

ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب لکھتے ہیں۔

”اگلی صف میں سے کسی مقتدی کو پیچھے کھینچنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں..... البتہ ایک امام اور ایک مقتدی والے مسئلہ پر قیاس کر کے اس کا جواز ملتا ہے“۔ (نماز نبوی صفحہ ۱۳۰)

حافظ نعیم الحق مٹانی صاحب لکھتے ہیں۔

”قیاس شرعی جب تک کسی شرعی نص کے خلاف نہ ہو وہ حجت ہوتا ہے۔ چونکہ علامہ جاحظ کا یہ قیاس نص شرعی کی وضاحت اور تائید میں ہے لہذا قابل قبول ہے“۔ (بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۹۱)

علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں۔

”اہل حدیث نے سور اور کتے کو بھی مردار پر قیاس کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث عام ہے پس ان کی کھال بھی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے“۔ (تیسیر الباری جلد ۷ صفحہ ۳۷۷)

مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں۔

”ان احادیث پر قیاس کر کے اگر کوئی میت کی طرف سے قضا نماز ادا کرے تو ثواب پہنچنے

کی امید قوی ہے۔“ (حاشیہ فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۳۸)

مولانا شرف الدین دہلوی صاحب لکھتے ہیں۔

”ماکول الملمم مذہب بوج کی ہڈی کے جواز پر کلام نہیں اور غیر ماکول الملمم کے استعمال و فروخت کو باہمی دانت پر قیاس کر کے جواز پر استدلال ہو سکتا ہے۔“ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۳۵)۔
مولانا حافظ عبدالستار حماد صاحب لکھتے ہیں۔

”بوقت سفر الوداع کہنا سنت ہے خواہ مسافر مقیم کو کہے یا اس کے برعکس ہو۔ حدیث میں پہلی صورت کا بیان ہے دوسری صورت کو اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔“ (مختصر صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۳)
مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں۔
”مفقود کی زوجہ کو معسر کی زوجہ پر قیاس کرنا صحیح بلکہ اولیٰ ہے۔“

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۶)

علامہ شوکانی صاحب لکھتے ہیں۔

”فدل ذلک علی ان العموم مختص بالقیاس“۔ (نیل الاوطار جلد ۳ صفحہ ۸)

پس یہ دلیل ہے اس بات پر کہ عموم کی تخصیص قیاس سے ہو سکتی ہے۔

یہ آپ کے علماء کرام کے قیاسی مسائل کی ادنیٰ سی جھلک ہے جو آپ نے دیکھ لی ہے اب اس پر غور ضروری ہے کہ ان مسائل قیاسیہ کی حیثیت کیا ہے؟
جماعت المسلمین کے بانی جناب مسعود صاحب فرماتے ہیں۔

”کسی شخص کا اجتہاد و قیاس نہ منزل من اللہ ہے اور نہ وہ اصل دین ہے۔“

(جماعت المسلمین اور الہدایت صفحہ ۴)

جہاں تک میری معلومات ہیں وہ یہ ہے کہ مسعود احمد کی طرح سارے الہدایت قیاس کو منزل من اللہ یعنی قرآن و حدیث قرار نہیں دیتے جب یہ بات ہے تو آپ لوگوں کا اپنے علماء کرام کے قیاسی مسائل کو قبول کرنا تہقید نہیں تو اور کیا ہے؟ پس میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ آپ کے علماء نے ان

مسائل کو کتابوں میں لکھ کر لوگوں کو اپنی تقلید کی خاموش دعوت دی ہے اور عوام نے ان کی دعوت پر لبیک کہا ہے۔ پس آپ کی عوام مقلد ہوئی اور آپ کے علماء مقلد گر ہوئے۔

غیر مقلد: آپ نے باحوالہ اور مدلل گفتگو سے ثابت کر دیا ہے کہ اہلحدیث حضرات ہر موڑ پر اور ہر میدان میں تقلید کیا کرتے ہیں ان حوالہ جات کو دیکھ کر میرا سر چکرا گیا ہے۔ مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ یہ لوگ کیا بلا ہیں۔ تقریروں اور تحریروں میں تقلید کو گالی سے بدتر قرار دیتے ہیں۔ مگر عملاً سراپا مقلد ہیں۔ کیا دین کا کوئی ایسا شعبہ ہے بھی سہی۔ جہاں ان لوگوں نے تقلید نہ کی ہو۔ شاید ایمان و عقائد میں تقلید کے قائل نہ ہوں اور صرف قرآن وحدیث ہی کی پیروی کو ضروری سمجھتے ہوں۔

اشاعرہ اور ماتریدیہ کی تقلید

اہل قرآن: آپ کے اہلحدیث جہاں احکام یعنی مسائل فرعیہ میں تقلید کی پگڈنڈی پہ چلے ہیں وہاں انہوں نے عقائد میں بھی مقلد ہونا پسند کیا ہے۔

آپ کی جماعت کے محترم بزرگ جناب مولانا عبدالخلیل سامرووی صاحب لکھتے ہیں۔
 ”اہلحدیث اہلحدیث کے عقائد میں فرق ہے گو اس پر تعجب ضرور ہوگا مگر حقائق کے معلوم ہونے کے بعد یہ تعجب تعجب نہیں رہ سکتا۔“ (فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ صفحہ ۲۳)

اہلحدیث حضرات کا عقائد میں باہمی اختلاف آپ کے حلقہ میں واقعی تعجب خیز ہوگا کیونکہ آپ لوگ جب فروغی اختلاف کو فرقہ بازی اور ایک دین اور چار مذاہب کا طعنہ دیتے ہو تو عقائد کا اختلاف قابل طعن یا کم از کم قابل تعجب کیوں نہ ہوگا۔ مگر کیا کریں کسی کا تعجب اپنی جگہ اور حقائق کا اظہار اپنی جگہ ہے۔
 مولانا سامرووی صاحب حقائق کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

”اہلحدیث بھی دو قسم کے ہیں ایک خالص اہلحدیث اصولاً اور فروغاً۔ ایک فروغاً اہلحدیث اصولاً غیر اہلحدیث ماتریدی یا اشعری۔“ (فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ صفحہ ۲۳)

معلوم ہوا کہ اہلحدیث عقائد کے حوالے سے دو قسم پر ہیں ایک وہ جو اپنے علمائے اہلحدیث کے عقائد کے پابند ہیں۔ جبکہ دوسرے ماتریدی اور اشعری احباب کے مقلد ہیں۔

مولانا سامرووی صاحب چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں۔

”مدارس الہدیث میں خالص الہدیث کے عقائد کی کوئی چھوٹی بڑی کتاب درس میں رکھی ہی نہیں گئی تھی اور نہ ہی اب ہے وہی درس نظامی اور عقائد نسبی وغیرہ اور ظاہر ہے جیسا ختم ریزی کیا جائیگا اسی قسم کا پھل حاصل ہوگا کیلئے بوکر آم کس نے حاصل کیا ہے۔ بہر صورت جب بڑے علماء ہی اصل عقائد اہل حدیث سے بے بہرہ ہیں۔ بُدانہ مانیں تو پھر عوام میں وہ صحیح عقائد کہاں سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ بڑے علماء کا کیا قصور ان کو تو تعلیم ہی اسی کی ملی تھی۔ وہ اپنی تعلیم کے پابند ہوتے ہیں۔ مولود فطرت اسلامی پر ضرور پیدا ہوتا ہے مگر ماں باپ یہود و نصاریٰ مجوسی وغیرہ بنا دیا کرتے ہیں۔ یہ ان کے روحانی آباء و اجداد کا قصور ہے نہ بڑے الہدیثوں نے اس کا احساس کیا نہ علماء نے انہیں متنبہ کیا۔“

(فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ صفحہ ۲۴)

غیر مقلد:۔ اگر آپ مولانا سامرودی صاحب کی عبارت کی سہل انداز میں وضاحت فرمادیں تو مہربانی ہوگی۔

اہل قرآن:۔ مولانا سامرودی صاحب کی عبارت سے چند امور معلوم ہو رہے ہیں۔

1۔ آپ کے مدارس میں خالص الہدیث عقائد کی کتاب نصاب میں داخل نہیں کی گئی۔ بڑی کتاب تو گجا کوئی چھوٹا سا رسالہ تک نہیں پڑھایا گیا۔ بلکہ انہی حضرات کے عقائد کی کتابیں پڑھائی جاتی رہیں جن کے عقائد کو وہ قرآن و حدیث کے خلاف قرار دیتے ہیں مگر مدارس میں انہی کے عقائد کو قبول کر کے ان کے مقلد بنے ہوئے ہیں۔

2۔ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے عقائد کو کیلئے تشبیہ دی ہے۔ کیا یہ بات تعجب سے خالی ہو سکتی ہے کہ آپ کے الہدیث کیلئے کی شاخیں چہاتے رہیں اور زبان سے یہ مشہور کرتے پھریں کہ ہم آم کھا رہے ہیں۔ بالفاظ دیگر اشاعرہ اور ماتریدیہ کی تقلید سے آراستہ ہوں مگر لوگوں کے سامنے یوں ڈھنڈورا پیٹتے رہیں کہ ”غیر مقلدین اپنے تمام اعمال و عقائد میں کلام الہی اور حدیث نبوی پر عامل ہیں۔“

(طریق محمدی صفحہ ۱۱۸ بحوالہ مسائل غیر مقلدین صفحہ ۳۴۵)

3۔ علماء الہدیث عقائد میں اشاعرہ اور ماتریدیہ کے مقلد اس لئے ہوئے ہیں کہ ان کے مدارس میں

یہی تعلیم دی جاتی رہی ہے اور انہیں روحانی آباء و اجداد سے یہی ورثہ ملا ہے۔ افسوس! انہوں نے قرآنی آیت ”ما وجدنا علیہ آباءنا“ کی طرف سے نظریں ہٹالیں۔ حالانکہ وہ اسی آیت کو تقلید کی تردید میں پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر خود عقائد میں اپنے آباء و اجداد کی تقلید کو تحقیق پر ترجیح دے بیٹھے ہیں۔

4۔ جب الحمدیث علماء کرام کے عقائد صحیح نہیں ہیں تو عوام کے کیا صحیح ہوں گے؟ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کی عوام عقائد میں اپنے علماء کرام کی مقلد ہے۔

مولانا سامرودی صاحب اسی بات کو بڑے وثوق اور چیلنج کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ ”میں اپنے معاصر علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میری بات کو غلط ثابت کر کے انصاف بتادیں۔ کیا

آپ لوگ اشعری قدیم اور ماتریدی کے عقائد کے پابند نہیں۔ پھر تمہیں اپنے آپ کو الحمدیث خالص کہتے ہوئے شرم نہیں آتی؟ سورج پر خاک ڈالنا چاہتے ہو چاند کو وحال سے بے نور کرنا چاہتے ہو؟“ (فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ صفحہ ۲۶)

غیر مقلد :- یہ بات تو بجا ہے کہ مولانا سامرودی صاحب چیخ چیخ کر آگاہ فرما رہے ہیں کہ الحمدیث عقائد میں اشاعرہ اور ماتریدیہ کے مقلد ہیں۔ مگر اس پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ الحمدیث مذہب کے مطابق ایمانیات یعنی عقائد میں تو تقلید حرام ہے۔

اہل قرآن :- الحمدیث کہنے کو تو یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ فروعی مسائل میں بھی تقلید حرام ہے مگر محض زبانی دعویٰ کی کیا حیثیت ہے؟ دعویٰ کو نہیں حقائق کو دیکھا جاتا ہے۔ اسلئے باعتبار حقیقت وہ لوگ عقائد میں بھی تقلید کیا کرتے ہیں بلکہ بعض نے اس کا اقرار بھی کر لیا ہے کہ مقلد کا ایمان بھی معتبر ہے۔ چنانچہ علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں۔

’ایمان المقلد صحیح ولا یشکلف العامی بمعرفۃ الدلائل‘۔ (ہدیۃ المحدث صفحہ ۱۱۳)

مقلد کا ایمان صحیح ہے اور عامی کو دلائل کی معرفت کا مکلف نہیں بنایا جائے گا۔

اس عبارت سے واضح ہو رہا ہے کہ عامی دلائل کے پیچھے نہ پھنسے گا مکلف اور پابند نہیں اگر وہ دلائل کا مطالبہ کرے بغیر محض کسی کی تقلید میں مومن بن جاتا ہے تو اس کا ایمان معتبر اور قاض قبول ہے۔

اہل قرآن: علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں۔

”امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول ہے کہ جمعہ کا وقت زوال سے پہلے بھی درست ہے۔“

(تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۱۶)

اہل حدیث حضرات نے بھی ان کی تقلید میں یہی مذہب بنالیا ہے کہ نماز جمعہ زوال سے پہلے بھی ادا کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث جلد ۲ صفحہ ۲۲۔ المنہج المقبول صفحہ ۲۸۔ الروضة الندیہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۔ نزل الابرار جلد ۱ صفحہ ۱۵۲)

حالانکہ کسی صحیح صریح حدیث میں قبل از زوال جمعہ نماز پڑھنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ البتہ اس کے برعکس ”صحیح بخاری“ کتاب الجمعة باب وقت الجمعة اذ ازلت الشمس میں حدیث موجود ہے حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔

”بے شک نبی ﷺ جمعہ کی نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے جب سورج ڈھل جاتا۔“

(احکام ومسائل صفحہ ۲۳۵۔ مولانا مبشر ربانی)

غیر مقلد: آپ کی تحقیقی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ از روئے حدیث جمعہ کی نماز زوال سے پہلے پڑھنا جائز نہیں مگر اہلحدیث حضرات نے محض امام احمد بن حنبلؒ کی تقلید میں یہ لکھ دیا ہے کہ جمعہ کی نماز زوال سے پہلے بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ زرا اس طرف روشنی ڈالنا پسند فرمائیں گے کہ اہلحدیث حضرات نے جو امام احمد بن حنبلؒ کی تقلید کی ہے اس میں سیاسی حکمت کیا ہو سکتی ہے؟

اہل قرآن: انگریز کا مقصد مسلمانوں میں انتشار پھیلانا تھا۔ اہلحدیث انگریز حکومت کو خدا کی رحمت سمجھتے تھے (الحیات بعد الہیات صفحہ ۱۶۲) اس لئے اس کے اشارہ پر ان مسائل کو اچھا لیتے رہے جو مسلک احناف کے خلاف ہوں تاکہ روزانہ کی لڑائی ہو اور مسلمانوں کی قوت کمزور پڑ جائے۔

غیر مقلد: اگر یہی بات ہے پھر تو اہلحدیث حضرات مالکیہ اور شافعیہ کی تقلید بھی تو کرتے رہے ہوں گے۔ کیونکہ ان کے بھی تو کئی مسائل احناف کے مسلک سے نکراتے ہیں۔

اہل قرآن: آپ نے صحیح اندازہ لگایا ہے۔ اہلحدیث نے ان اماموں کی تقلید بھی کی ہے بطور نمونہ چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

امام شافعیؒ کی تقلید

1- شہید کی نماز جنازہ پڑھنا کئی احادیث سے ثابت ہے۔ آپ کی جماعت کے عالم مولانا مبشر ربانی صاحب نے اس بات کا اعتراف ان لفظوں میں کیا ہے۔

”حقیقت یہ ہے کہ شہداء کی نماز جنازہ پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔“

(احکام و مسائل صفحہ ۳۸۰)

لیکن آپ کے ابجدیث حضرات نے محض احناف کی ضد اور امام شافعیؒ کی تقلید میں آکر لکھ دیا ہے کہ شہید کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ (دستور الملتقی صفحہ ۷۸-۱۔ کنز الحقائق صفحہ ۴۳۔ صلوٰۃ الرسول صفحہ ۲۴۱۔ تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۳۰۰)

2- اسی طرح آپ کے ابجدیث غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کے قائل ہیں یہ بھی امام شافعیؒ کی تقلید ہے ورنہ کسی صحیح صریح حدیث میں غائبانہ نماز جنازہ کا ثبوت نہیں ملتا۔

غیر مقلد :- میں تسلیم کرتا ہوں کہ اب تک کی آپ کی گفتگو تحقیق اور قابل رشک ہے مگر یہ بات بالکل بوجس اور خلاف دلیل ہے کیونکہ بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہے۔

اہل قرآن :- جیسے تمہارے علماء خفیوں کو کہتے ہیں کہ اصل میں وہ تقلید تو امام ابو حنیفہؒ کی کرتے ہیں مگر لوگوں کو بہانے کیلئے چند حدیثیں بھی منظر عام پر لے آتے ہیں۔ سچ پوچھو تو یہی حال آپ کا ہے آپ نے اس مسئلہ میں تقلید تو امام شافعیؒ کی کر رکھی ہے۔ مگر لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کرنے کے لئے تم لوگ بخاری و مسلم کا حوالہ دے کر مخالفین پر رعب اور اپنی تقلید پر پردہ ڈالتے ہو۔ حالانکہ نجاشی کے قصہ سے غائبانہ نماز جنازہ کا ثبوت بالکل نہیں ہو سکتا۔ ہوتا اگر یہی بات میں کسی خفی خدا ترس کے حوالہ سے ذکر کروں تو آپ مخالف کی بات سمجھ کر ردی میں ڈال دیں گے اس لئے میں آپ ہی کی جماعت کے بزرگ و مصنف کی زبانی نقل کرتا ہوں۔

آپ کے عالم ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب لکھتے ہیں۔

”غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے پر نجاشی کے قصہ سے دلیل لی جاتی ہے۔ یہ قصہ صحیح بخاری اور صحیح

صاحب اس حجت شرعی کی طرف اشارہ فرما کر بتا رہے ہیں کہ ابجدیث نے امام مالکؒ کی تقلید نہیں کی بلکہ حدیث پر اپنے عمل کی بنیاد رکھی ہے۔

اہل قرآن: مولانا اسماعیل سلفی صاحب نے اجماع کا سہارا لیکر کوشش کی ہے کہ ان کے گلے سے امام مالکؒ کی تقلید کا طوق نکال لیا جائے مگر یہ ساری کوشش بے سود ہے کیونکہ وہ دونوں حضرات سرے سے اجماع ہی کے منکر ہیں اسے حجت اور قابل عمل تسلیم نہیں کرتے۔

(افادۃ الشیوخ صفحہ ۱۲۱۔ الجریہ صفحہ ۱۰)

لہذا جب وہ دونوں صاحبان اجماع کی حجت کے منکر ہیں تو اجماع کا سہارا لینا ایسی بات ہے جس پر وہ خود راضی نہیں پھر مشکل تو یہ ہے کہ اس حدیث کی اجماع سے تائید ہوتی ہی نہیں کیونکہ اجماع سے تائید تو اس وقت ہوتی جب حدیث مذکور کے مضمون کو بالاتفاق امت میں قبول کر لیا جاتا۔ اگر ایسا ہوتا تو سند کا ضعف مضرب نہ ہوتا۔ حالانکہ اس کے مضمون کی قبولیت پر امت کا اجماع ہرگز نہیں۔ کئی آئمہ نے اس مضمون کو قبول نہیں کیا بلکہ کئی ابجدیث نے بھی اس حدیث کو قبول کرنے کی بجائے قلعین والی حدیث پر عمل کی بنیاد رکھی ہے۔ اگرچہ یہ حدیث بھی اضطراب وغیرہ علل کی وجہ سے ضعیف ہے۔ پس صحیح بات یہی ہے کہ انہوں نے مسئلہ زیر بحث میں امام مالکؒ کی تقلید پر گاڑی چلائی ہے۔

غیر مقلد: آپ نے آئمہ اربعہ میں تین اماموں کے متعلق دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ ابجدیث حضرات ان کی تقلید کیا کرتے ہیں۔ اب امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کے بارے میں بھی کچھ ارشاد فرمائیں یہ وہ موقع ہے جس کا میں شروع سے اب تک انتظار کر رہا ہوں برائے کرم اب بلاتا خیر زرا اس کی وضاحت فرمائیں۔

امام ابو حنیفہؒ کی تقلید

اہل قرآن: آپ کے ابجدیث کو تقلید کی کچھ ایسی گٹھئی لگی ہے کہ بڑے بڑے جرنیل اور بزرگمرد خود مجتہد بھی اس سے جان نہیں چھڑا سکے۔ پھر اس وقت تو حیرت کی انتہا ہو جاتی ہے جب یہ لوگ تقلید بھی

امام ابو حنیفہؒ کی کرتے ہیں۔ کیسی عجیب بات ہے کہ آپ لوگ حنیفوں کو امام صاحب کی تقلید سے منع کرتے ہیں اور خود چھپ چھپ کر ان کی تقلید کیا کرتے ہیں۔ مگر کب تک چھپیں گے۔

تم کو ہزار شرم سہی مجھ کو لاکھ ضبط

الفت وہ راز ہے جو چھپایا نہ جائے گا

اب آئیے اور سنتے جائیے کہ آپ لوگ امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کے کیسے خوگر ہیں۔ وکیل الہدیث مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں۔

”مولوی رشید احمد صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ خاکسار (مولانا بٹالوی صاحب) کو جو سبیل الرشاد میں کئی جگہ سرگروہ فرقہ غیر مقلدین کہا گیا ہے یہ مجھے ناگوار گذرا ہے ہم لوگ جو اس گروہ سے علم کی طرف منسوب ہیں۔ منصوصات میں قرآن و حدیث کے پیرو ہیں اور جہاں نص نہ ملے وہاں صحابہ تابعین و آئمہ مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں خصوصاً آئمہ مذہب حنفی کی جن کے اصول و فروع کی کتب ہم لوگوں کے مطالعہ میں رہتی ہیں۔“ (اشیاء النہ جلد ۲۳ صفحہ ۲۹۰)

حنفی عالم مولانا ابن انیس حبیب الرحمان لدھیانوی صاحب نے ایک کتاب بنام ”تاریخ ختم نبوہ“ تحریر فرمائی ہے اس میں الہدیث کے اخبارات کے فوٹو اور عکس شائع کیے ہیں۔ اس عبارت کا عکس ”تاریخ ختم نبوہ صفحہ ۲۵۵“ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

مولانا بٹالوی صاحب نے کیسے وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا ہے کہ ہم الہدیث لوگ جہاں نص نہ ملے وہاں باقی آئمہ کی عموماً اور آئمہ احناف کی خصوصاً تقلید کیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں ”غیر مقلد“ کا لفظ ناگوار گذرا۔

غیر مقلد: مولانا بٹالوی صاحب صرف خود ہی آئمہ احناف کی تقلید کیا کرتے تھے یا دوسروں کو بھی اس کا درس دیا ہے۔ کچھ لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ آخر میں بٹالوی صاحب الہدیث حضرات کو یہ تاکیدیں حکم دیا کرتے تھے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

اہل قرآن: ہاں یہ بات بڑی بڑ لطف ہے کہ مولانا بٹالوی صاحب نہ صرف اپنے لئے تقلید کو پسند کرتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی اس کا درس دیا کرتے تھے۔

چنانچہ بنا لوی صاحب لکھتے ہیں۔

”خاکسار نے رسالہ نمبر ۶ جلد ۲۰ کے صفحہ ۲۰۱ اپنے بعض اخوان اور احباب الحمدیث کو یہ مشورہ دیا ہے کہ اگر ان کو اجتہاد مطلق کا دعویٰ نہیں اور جہاں نص قرآنی اور حدیث نہ ملے وہاں تقلید مجتہدین سے انکار نہیں تو وہ مذہب خفی یا مذہب شافعی (جس مذہب کے فقہ و اصول پر بوقت نص نہ ملنے کے وہ چلتے ہوں) کی طرف اپنے آپ کو منسوب کریں۔“ (اشاعت السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۲۹۱)

اس عبارت کا عکس ”تاریخ ختم نبوہ صفحہ ۳۵۶“ پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

مولانا بنا لوی صاحب نے جب اپنے الحمدیث احباب کو تقلید کا درس دیا ہے تو انہیں یہ خیال ہوا ہوگا کہ شاید میری اس نصیحت اور خیر خواہی کو بعض الحمدیث حضرات قبول نہ کریں اس لئے میاں صاحب کی ذات گرامی کو سامنے لا کر دعوت دی ہے کہ جب وہ شمس العلماء ہو کر تقلید کرتے تھے اگر تم تقلید کرو گے تو کیا حرج ہے۔

چنانچہ بنا لوی صاحب لکھتے ہیں۔

”جس مسئلہ میں حدیث صحیح مجھے نہیں ملتی اس مسئلہ میں میں اقوال مذہب امام سے کسی قول پر صرف اس حسن ظنی سے کہ اس مسئلہ کی دلیل ان کو پہنچی ہوگی تقلید کر لیتا ہوں۔ ایسا ہی ہمارے شیخ و شیخ الکمل (میاں صاحب) کا مدت العمری عمل رہا۔“ (اشاعت السنۃ جلد ۲۲ صفحہ ۳۱۰)

اس عبارت کا عکس ”تاریخ ختم نبوہ صفحہ ۳۳۸“ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ میاں صاحب اور مولانا بنا لوی صاحب کو جب کسی مسئلہ میں قرآن و حدیث سے صریح دلیل نہ ملتی تھی تو تقلید کا ہار گلے میں ڈال لیا کرتے تھے۔

غیر مقلد۔ تاریخ ختم نبوہ کے ذریعے سے تو اکابر الحمدیث کا مقلد ہونا ہر شہر میں معلوم ہو گیا ہوگا۔ آخر احناف کا اس پر کیا تبصرہ ہے؟

اہل قرآن۔ علمائے احناف کا رد عمل تو مجھے معلوم نہیں البتہ گاؤں کے ایک چوہدری نے اس پر یوں تبصرہ کیا ہے۔

گاؤں کے چوہدری کا تبصرہ:- میاں صاحب اور بنالوی صاحب غیر مقلدین کے حلقہ میں مرتبہ اجتہاد پر فائز سمجھے جاتے ہیں۔ مگر ان کو بھی تقلید کی ضرورت پڑتی تھی تو دوسرے غیر مقلدین کو تقلید سے اعراض کیوں اور کیسے ہے؟ کیا وہ عم و عمل اور اجتہاد و تفقہ میں ان دونوں سے بڑھ کر ہیں اگر تقلید کی وجہ سے وہ دونوں کافر، مشرک، بدعتی اور اہل حدیث سے خارج نہیں ہوئے تو زمانہ حال کے غیر مقلدین بھی تقلید کر لیں تو کیا مضائقہ ہوگا۔

مولانا بنالوی صاحب نے بھی ”میاں صاحب“ کی نامی گرامی شخصیت کو درمیان میں لا کر اسی بات کو سمجھایا ہے کہ جب میاں صاحب بہت اونچے مقام و مرتبہ کے مالک ہونے کے باوجود تقلید کرتے تھے تو تم بھی کرو۔

چنانچہ بنالوی صاحب لکھتے ہیں۔

”اگر آپ کو اجتہاد مطلق کا دعویٰ نہیں ہے اور جہاں نص نہ ملے وہاں تقلید مجتہدین سے انکار نہیں..... حضرت شیخنا و شیخ الکمل مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب شمس العلماء دہلوی بھی ایسے ہی تھے کہ وہ اہل حدیث کے سردار بھی تھے اور حنفی بھی کہلاتے تھے اور حنفی مذہب کی کتب متون و شروح اور فتاویٰ پر فتویٰ دیتے تھے۔“ (اشاعت السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۲۹۰)

اس عبارت کا عکس ”تاریخ ختم نبوة صفحہ ۳۵۵“ پر موجود ہے۔

مولانا بنالوی صاحب کی بات بالکل درست ہے کہ میاں صاحب فقہ حنفی کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ ”فتاویٰ نذیریہ“ فقہ حنفی کے حوالوں سے لبریز ہے۔ غیر مقلدین کی سر توڑ کوشش ہے کہ دنیا سے فقہ حنفی کو ختم کر دیا جائے مگر شومی قسمت کہ ایک صدی گزر چکی ہے ابھی تک وہ اس فقہ کو اپنے فتاویٰ سے نہیں نکال سکے، فقہ حنفی ابھی تک ان کے سینے پر مونگ دل رہی ہے۔ حتیٰ کہ اس نے اپنی ایک ہی انگریزی میں ان کے ”شیخ الکمل فی الکمل“ کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے۔

غیر مقلد:- گاؤں کا چوہدری بھی آپ کی طرح ہماری کتابوں کا گہرائی سے مطالعہ رکھتا ہے۔ مگر آپ تھوڑی دیر کے لئے ان کی بات روک کر یہ بتائیں کہ ”میاں صاحب“ فقہ حنفی کے گرویدہ کیسے تھے؟

اہل قرآن:۔ میاں صاحب کی گرویدگی میں گاؤں کے چوہدری کی زبانی سنار ہاتھا۔ مگر آپ نے درمیان میں روک لیا ہے۔ اب آپ ان کی زبانی ہی سنیں۔ ان کا کہنا ہے کہ باقی رہی یہ بات کے فقہ حنفی نے انہیں کس حد تک اپنا گرویدہ بنایا ہے۔ یہ غیر مقلد مورخ کی زبانی سنئے۔

سیرت ثنائی کے محشی ”میاں صاحب“ کے متعلق لکھتے ہیں۔

”فقہ حنفیہ پر حدیث سے زیادہ عبور تھا۔“

(حاشیہ سیرت ثنائی صفحہ ۱۲۰ بحوالہ غیر مقلدین کی ڈائری صفحہ ۲۰۱)

جب فقہ حنفی غیر مقلدین کے فتاویٰ کی زینت بن چکی ہے اور شیخ الکلی فی الکلی جیسے سالار بھی اس کے تلامذہ بن چکے ہیں تو اب غیر مقلدین اس فقہ کو مٹانے کے خواب چھوڑ دیں کیونکہ یہ ایسے خواب ہیں جو ان شاء اللہ کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوں گے۔

نور خدا ہے فتن کی حرکت پہ خندہ زن

پتھوئوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

گاؤں کے چوہدری کا تبصرہ ختم ہوا۔

غیر مقلد:۔ آپ نے اثنائہ السنہ کے حوالے سے بتایا کہ مولانا بٹالوی صاحب آئمہ احناف کی باقرار خود تقلید کیا کرتے تھے۔ حالانکہ وہ تو تقلید کے سخت منافی تھے۔ تقلید بھی انہی دس مسائل میں سے ایک ہے جن کو بٹالوی صاحب نے ایک اشتہار کی صورت میں پورے ملک کے اندر پھیلا کر پوری دنیا کے حقیقت کو چیلنج کیا تھا کہ ان کا جواب دو اور ہر جواب کے بدلے دس روپے انعام وصول کرو۔ سنائے کہ دیوبندیوں کے عالم شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب نے ان دس سوالوں کا جواب بھی لکھا ہے جو ”اولیٰ کاملہ“ کے عنوان سے شائع ہوا۔ بہر حال آپ سے صرف یہ بات پوچھنی ہے کہ جب بٹالوی صاحب اس قدر تقلید کے خلاف تھے تو پھر وہ تقلید خصوصاً آئمہ احناف کی تقلید کے لئے کیونکر تیار ہو گئے؟

اہل قرآن:۔ مولانا بٹالوی صاحب پہلے تقلید کے ازلی دشمن تھے۔ بڑھ چڑھ کر اس کی تردید کی۔ اپنے قلم کا پورا زور صرف کر دیا مگر ہوا یہ کہ اجماع حدیث حضرات کے بڑے بڑے عالم مناظر، مصنف، مبلغ،

خطیب صحافی اور جماعت کے متحرک قسم کے افراد اپنے مذہب کو خیر باد کہہ کر مرزائی ہو گئے۔ ان مرزائی بننے والوں میں اکثر مولانا بنالوی صاحب کے بالواسطہ یا بلاواسطہ شاگرد تھے۔ جیسا کہ اس کا اعتراف خود بنالوی صاحب نے اپنے اخبار ”اشاعت السنۃ جلد ۱۵ صفحہ ۱۳۵“ میں کیا ہے۔ (تاریخ ختم نبوت صفحہ ۲۶۶) خواص کے علاوہ عوام میں سے جو لوگ مرزائی بنے ہیں ان کا تو شمار مشکل ہے البتہ اجمالی طور پر مولانا بنالوی صاحب نے یوں بیان کیا ہے۔

”یہ بلاء قادیانی کے اتباع کی اکثر اسی فرقہ میں پھیلی ہے جو عامی و جاہل ہو کر مطلق تقلید کے تارک و غیر مقلد بن گئے ہیں یا ان لوگوں میں جو نیچری کہلاتے ہیں۔ جو درحقیقت اس قسم کے غیر مقلدوں کی برانچ (شاخ) ہیں۔“ (اشاعت السنۃ جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۱)

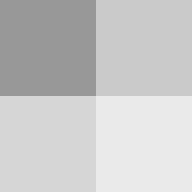
اس عبارت کا عکس ”تاریخ ختم نبوت صفحہ ۳۸۱“ پر دیکھ سکتے ہیں۔

بنالوی صاحب نے جب اپنے الحمد للہ کو دھڑا دھڑا مرزائی عیسائی اور مرتد ہوتے دیکھا تو پھر اپنا پچیس سالہ تجربہ ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

”پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق (ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں) اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ کفر و ارتداد و فسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں۔ مگر دینداروں کے بے دین ہو جانے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے کہ وہ اہل حدیث میں جو بے علم یا کم ہو کر ترک مطلق تقلید کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں۔ اس گروہ کے عوام آزاد اور خود مختار ہوتے جاتے ہیں۔“ (اشاعت السنۃ نمبر ۲ جلد ۱۱ مطبوعہ ۱۸۸۸ء)

یہ وہ بھیانک نتائج تھے جنہیں دیکھ کر بنالوی صاحب کو تقلید کے بارے میں نظر ثانی کرنی پڑی اور تقلید میں انہیں ایمان و اعمال کی سلامتی نظر آئی۔ اس لئے وہ تقلید کی حمایت و تائید میں بہت کچھ لکھ گئے بلکہ خود بھی آخر احناف کی تقلید کرنا شروع کر دی۔

غیر مقلد: آپ نے باحوالہ آگاہ فرمایا ہے کہ مولانا بنالوی صاحب آخر احناف کی تقلید کرتے



بیان نہیں کر سکتا۔ آخر الحمدیث کو کیا مصیبت واقع ہوئی انہوں نے ہمارے ساتھ منافقانہ کردار کیوں اختیار کیا ہے؟

اہل قرآن :- یہ بات تو آپ اپنے علماء ہی سے پوچھیں کہ وہ منافقت کر کے الحمدیث لوگوں کو کیوں بدنام کر رہے ہیں۔ البتہ میں نواب صدیقی حسن خان صاحب کی ایک بات آپ کو سنا تا ہوں۔ جو انہوں نے اپنے الحمدیث کے متعلق لکھی ہے وہ بات یہ ہے کہ الحمدیث کی مثال اس واعظ کی سی ہے جو جب وعظ کرتا ہے تو مال و دولت کی مذمت میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتا ہے۔ مگر جب خود اسے موقع ملتا ہے تو مال و زر چرا کر بھاگ جاتا ہے۔ (مکملہ الحجۃ صفحہ ۱۵۴)

نواب صاحب نے ٹھیک ٹھیک تصویر پیش کی ہے اور بڑے اچھے انداز میں منظر کشی کی ہے کہ یہ الحمدیث لوگ بھیجیں بدلتے رہتے ہیں۔ ایک حالت یہ ہوتی ہے کہ تقلید کی مذمت میں رات اور دن ایک کئے ہوتے ہیں اور دوسرا موقع یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ یہ لوگ عام مقلدین سے بھی شدید بلکہ شدید ترین مقلد بنے بیٹھے ہوتے ہیں۔

غیر مقلد :- آپ نے شروع میں وعدہ فرمایا تھا کہ میں آپ کو وقت آنے پر بتاؤں گا کہ الحمدیث جب تقلید کرنے اور کرانے پر راضی ہوئے تو امام ابو حنیفہ اور فقہائے احناف کی تقلید کرنے لگ گئے اور حنفی کہلوانے کو اہلسنت ہونے کی نشانی قرار دے دیا۔ آپ نے امام ابو حنیفہ کی تقلید کا تو ثبوت دے دیا ہے مگر فقہائے احناف کی تقلید اور حنفی کہلوانے کو سنی ہونے کی علامت قرار دینے کا اب تک ثبوت نہیں دیا۔

فقہائے احناف کی تقلید

اہل قرآن :- یہ بات بھی حیرت کی ہے کہ الحمدیث حضرات کئی مسائل میں امام ابو حنیفہ کی تقلید کرتے ہیں مگر اس سے بڑھ کر حیرت یہ ہے کہ الحمدیث امام صاحب کے مقلدین یعنی فقہائے احناف کی بھی تقلید کر لیتے ہیں۔

چنانچہ الحمدیث عالم مولانا ابو طہر بہاری صاحب لکھتے ہیں۔

”آج وہ (الحمدیث) جس کا دعویٰ ہے کہ میں تابع قرآن و سنت ہوں ان کی حالت یہ

خروج حاصل نہ ہوا۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۵۵۷)

اس عبارت سے دو باتیں ثابت ہو رہی ہیں۔

1۔ اہلحدیث تحقیق کا دائرہ وسیع کر چکنے کے باوجود بھی علم میراث کے سمندر میں داخل ہونے سے ڈرتے رہے ہاں جو اس بحر عمیق کے غوطہ زن تھے یعنی صاحب سراہیہ۔ ان کی پکی پکائی روٹیاں کھاتے رہے اور جب پیٹ بھر گیا تو انہیں ناقابل اعتد و محدث اور دل نکل سے خالی مصنف قرار دے دیا۔

2۔ قطع نظر اس سے کہ صاحب سراہیہ مستند محدث ہیں یا نہیں؟ اتنی بات ضرور ثابت ہو رہی ہے کہ فتاویٰ ثنائیہ کے مفتی کے زمانہ تک علماء اہلحدیث صاحب سراہیہ کے مقلد رہے ہیں اور ”اتخذوا احبارہم“ آیت کی زد میں تھے اور یہ وہی آیت ہے جسکو آپ لوگ تقلید کی تردید میں مقلدین کے خلاف پیش کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ کے اکابر خود ایک طویل عرصہ تک بزعیم خود تقلید کی بحیثیت چڑھ رہے ہیں۔

غیر مقلد: فتاویٰ ثنائیہ سے پہلے جب ہمارے اہلحدیث فقہائے احناف کی تقلید میں زندگی گزار رہے تھے کیا کسی عالم نے بھی اس کے خلاف آواز احتجاج بلند نہیں کیا سارے علماء کرام اس پر اجماع سکوتی کر چکے تھے۔ کوئی تو اٹھتا جو اس داستان قلم کے خلاف واویلا کرتا۔ اچھا یہ بتائیں بعد میں فقہائے حنفیہ کی تقلید کرنے پر کسی نے اس کی تردید میں زبان قلم کو جنبش دی ہے؟

اہل قرآن: بعض علماء نے اس کا تردیدی نوش لیا بڑے ہی غم و غصہ اور دکھ کا اظہار کیا بلکہ انہیں شرم بھی دلائی کہ اہلحدیث ہو کر مقلدین کے در پر کاسہ گدائی کیوں لئے کھڑے رہتے ہو اور ان کی تقلید میں کیوں مدہوش ہو؟

چنانچہ جمعیت اہلحدیث کے سیکریٹری مولانا عبد العزیز صاحب لکھتے ہیں۔

”ان لوگوں کو شرم کرنی چاہیے جو اپنے آپ کو اہلحدیث بلکہ سردار اہلحدیث کہتے ہیں اور تقریروں میں جب مذہب اہل حدیث بیان کرتے ہیں تو حدیث نبوی ﷺ کی تشریح کرتے ہوئے خاص طور پر لکٹری کی چٹنی بنا کر دکھاتے ہیں کہ یہ سیدھی چٹنی مذہب اہل حدیث ہے جو صحابہ کرام تابعین ائمہ دین کے وقت سے برابر چلا آتا ہے اور یہ نیچھی چٹنیاں دوسرے فرقے والے ہیں جو

اہل قرآن :- جی ہاں۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ تمہارے شیخ الکمل میاں صاحب سے مسئلہ پوچھا گیا مگر انہوں نے کتاب و سنت سے دلیل دینے کی بجائے سادات حنفیہ کے قول کو بطور دلیل پیش کر دیا جیسا کہ ”الحیاء بعد الہماۃ“ میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میاں نذیر حسین صاحب گاڑی میں سوار ہو کر ”دینی“ ریلوے اسٹیشن کی طرف جا رہے تھے۔ مولانا ابراہیم اردی بھی آپ کے ساتھ تھے مولانا ابراہیم صاحب نے ساڑھی کے بارے میں دریافت کیا کہ عورتوں کے لئے اس کا پہننا جائز ہے؟ میاں صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے سادات اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ مولانا ابراہیم صاحب نے فرمایا ”ان سادات کا قول کوئی شرعی دلیل تو نہیں ہے تو میاں صاحب نے فرمایا ”کیا کہہ رہے ہو کیا وہ لوگ جاہل تھے گھاس چھیلے تھے۔ بس تم ہی ایک عقلمند پیدا ہوئے ہو۔ (محصلاً الحیاء بعد الہماۃ صفحہ ۱۶۶)

میاں صاحب کو چاہیے تھا کہ دلیل شرعی یعنی قرآن و حدیث پیش کرتے مگر وہ محض سادات حنفیہ کا قول ان کی تقلید میں پیش کر کے فتویٰ دینے کی ذمہ داری پوری کر رہے ہیں۔ بلکہ دلیل کے مطالبہ پر الٹا ناراض بھی ہو رہے ہیں۔ اگر اسی طرح کوئی مقلد اپنے آئمہ پر اعتماد کر کے ان کے اقوال سے فتویٰ دیتا تو اس بے چارے کی جان پر آفت ٹوٹ پڑتی اور سارے اہلحدیثوں کے پیٹ میں درد اٹھنے لگتا اور قرآن کی آیتیں پڑھ کر خوب شور و غل مچایا جاتا کوئی پڑھتا ”وَتَخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ“ اور کوئی یہ تلاوت کرتا ”وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلِ نَتَّبِعُ اللَّهَ فَإِنَّا بِلِلِّهِ آلَاءُ“ اور کوئی یہ آیت پڑھ کر سناتا ”أَنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ آثَارِهِم مَّهْتَدُونَ“ غرضیکہ اس مفہوم کی ڈھیر ساری آیتیں خوب سنائی جاتیں لیکن اگر یہی بات میاں نذیر حسین کہیں تو جائز ہے۔ (کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ صفحہ ۱۸۳)

غیر مقلد :- آپ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ نے جو بھی دعویٰ کیا ہے اسے ہمارے ہی علماء کرام کی کتابوں سے ثابت کر دیا ہے۔ لیکن ایک بات اب تک باقی رہ گئی کہ اہلحدیث ”حنفی“ کہلوانے کو اہل سنت کا شعار سمجھتے رہے ہو سکے تو اس بات کا ثبوت پیش کریں۔

اہل قرآن :- پڑھیے۔ آپ کی جماعت کے سرخیل مولانا محمد حسین بنالوی صاحب لکھتے ہیں۔ ”آج کل کے بعض اہلحدیث کہلانے والوں میں نیچریت، مرزائیت، چکڑ الویت، معتزلیت ورفضیت پھیلتی جاتی ہے۔ اہلحدیث کے ساتھ لفظ ”حنفی“ ملانے سے یہ ظاہر ہو جائے گا کہ اس لقب کا مصداق سنی اہلحدیث ہے نہ معتزلی اور مرزائی اور نہ نیچری اور نہ رافضی وغیرہ۔“

اس کا عکس "تاریخ ختم نبوة" صفحہ ۳۳۹ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

غیر مقلد :- ہائے! ہمارے اہلحدیث کی تاریخ کیسی عبرتناک ہے ان کا دین کیسے کیسے لوگوں میں بٹا ہوا ہے۔ اُف! یہ کیا مصیبت ہے کہ ہمارے علماء تقلید کے اتنے خوگر کیسے ہو گئے اگر یہ لوگ صرف محدثین وغیرہ کی تقلید کرتے تو بھی قدرے سنبھالا ہو سکتا مگر یہ تو آخر احناف کی تقلید پر جم گئے جو ہم اصاغر پر پہاڑ گرانے کے مترادف ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر قیامت یہ ہے کہ یہ لوگ سُنی ہونے کے لئے "حنفی" کہلوانے کو ضروری سمجھنے لگے۔ اہل حق کی پہچان کے لئے بھی "حنفی" ہونے کو معیار قرار دیتے رہے گویا ان کے بقول ہندوستان میں "حنفی" لیلیل کے بغیر انسان اہل باطل کا فرد شمار ہوگا۔ مجھے ان علماء سے بیزاری ہو رہی ہے۔ انہوں نے میرے اعتماد و اعتقاد کو نہایت برے طریقہ سے ٹھیس پہنچائی ہے۔ اہلحدیث کا کوئی مدرسہ ایسا بھی ہے جہاں تقلید سے ہٹ کر خالصہ قرآن و حدیث کی تعلیم ہوتا کہ اہم اپنی اولاد کو وہاں تعلیم دلا سکیں۔

اہل قرآن :- ممکن ہے کہ بہت سے لوگ حتیٰ کہ مقلدین بھی اس سے اتفاق نہ کریں کہ طلباء اپنے اساتذہ کے مقلد ہوا کرتے ہیں۔ مگر وکیل اہلحدیث مولانا محمد حسین بنالوی صاحب کی تحقیق یہی ہے کہ ہر طالب علم ابتداء میں اپنے استاد کا مقلد ہوتا ہے۔

اساتذہ کرام کی تقلید

امام بخاریؒ کو محدثین اور مورخین بلکہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی امام شافعیؒ کا مقلد قرار دیا ہے (اجلہ العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۲۶) مگر کچھ لوگوں کو یہ بات ناگوار لگتی ہے۔ اس لئے وہ اس میں تاویل کا بیوند لگانا ضروری سمجھتے ہیں۔ مولانا محمد حسین بنالوی صاحب بھی اسے تاویل کی نذر کرتے ہیں۔ جس کا حاصل مطلب "اہلحدیث امرتسر" میں اس طرح بیان کیا ہے۔

"ممکن ہے کہ ابتداء میں شافعی کے مقلد ہوں پھر درجہ اجتہاد پر پہنچ کر خود مجتہد مطلق ہو گئے ہوں اس پر ایک فاضل حیدر آبادی نے اخبار اہلحدیث میں لکھا کہ اس پر کتاب وسنت سے کیا دلیل ہے کہ مجتہد ابتداء میں ضرور مقلد ہو۔ اس کے جواب میں مولوی (بنالوی) صاحب نے رسالہ "الحدیثی" بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ صفحہ ۳۵ میں فرمایا کہ اس پر کتاب کی شہادت ضروری نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں جو

بچہ مکتب میں قاعدہ بغدادی یا پہلا سپارہ پڑھتا ہے یا نماز یا کلمہ شہادت سیکھتا ہے تو اس وقت وہ اس کا مقلد ہی ہوتا ہے۔

(اخبار الامجدیٹ امرتسر ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ صفحہ ۱۰)

اس عبارت کا عکس "تاریخ ختم نبوہ صفحہ ۲۰۱" پر دیکھ سکتے ہیں۔

اگر بٹالوی صاحب کی یہ بات درست ہے کہ ابتدائی طالب علم اپنے استاد کا مقلد ہوتا ہے تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ الہجدیٹ کے جو بچے ان کے مدارس میں پڑھتے ہیں وہ اپنے اساتذہ کے مقلد ہوتے ہیں اور جب یہ بات ہوئی تو آپ کے سوال کا جواب آسانی سے نکل آیا اور وہ یہ ہے کہ الہجدیٹ کا کوئی مدرسہ بھی ایسا نہیں جہاں تقلید سے بیزار رہ کر خلاصہ قرآن وحدیث کے صافی چشمہ سے سیراب کیا جاتا ہو۔

افسوس! آپ لوگوں کی یہ خواہش ہوا کرتی ہے کہ ہم اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں داخل کرائیں جہاں قرآن وحدیث کے صریح نصوص کی تعلیم دی جاتی ہو مگر کسی کو کیا معلوم کہ وہاں جو بچے پڑھتے ہیں وہ اپنے استادوں کے مقلد بنے ہوتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ہر طالب علم اور فاضل کے وہی نظریات ہوتے ہیں اور وہ انہی مسائل کا پابند ہوتا ہے جو اس کے اساتذہ کے ہوتے ہیں اور مولانا عبدالجلیل صاحب سامرودی صاحب نے تو اس پر مہر تصدیق بھی ثبت کر دی ہے کہ الہجدیٹ علماء کے عقائد جو متاثر ہوئے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کو اساتذہ کی تعلیم ہی اسی طرح کی دی گئی ہے۔

چنانچہ سامرودی صاحب لکھتے ہیں۔

”بڑے علماء کا کیا قصور ہے؟ ان کو تو تعلیم ہی اسی کی ملی ہے تھی وہ اپنی تعلیم کے پابند ہوتے ہیں۔“

(فتاویٰ ستاریہ جلد ۲ صفحہ ۲۴)

یہ عبارت پہلے میں آپ کو مفصل طور پر سنا چکا ہوں۔ بہر حال مولانا بٹالوی صاحب کی تحقیق کے پیش نظر یہ کہنا بالکل درست ہے کہ الہجدیٹ مدارس میں پڑھنے والے طلباء اپنے اساتذہ کے مقلد ہوتے ہیں لہذا ان کی عبارت کو مد نظر رکھتے ہوئے مجھے یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ الہجدیٹ کا کوئی مدرسہ ایسا نہیں ہے جہاں تقلید سے کنارہ کشی ہو۔

اہل حدیث کے اہل تقلید ہونے کا مجھے اس قدر یقین ہو گیا جیسے مجھے بلکہ آپ سب لوگوں کو یہ یقین ہے کہ اس وقت سورج نکلا ہوا ہے اور دن روشن ہے۔

اہل قرآن :- یعنی آپ کو اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ اہل حدیث دراصل اہل تقلید ہیں یا زیادہ سے زیادہ آپ نے یہ جان لیا ہے کہ ان کی تقلید میں وسعت ہے کہ یہ لوگ بہت سوں کی تقلید کے شیدائی ہیں۔ مگر میں آپ کو اب یہ بتانے کی خواہش رکھتا ہوں کہ اہلحدیث کی تقلید عام مقلدین کی تقلید سے کئی گنا سنگین اور بہت ہی خطرناک درجہ کی تقلید ہے۔

غیر مقلد :- اہلحدیث کے مقلد ہونے پر جو کچھ میں ہوش وحواس کی سلامتی کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں وہ احساس کی دنیا میں مجھے اور میرے جیسے حساس لوگوں پر بجلی گرا دینے کے مترادف ہے۔ مگر آپ تو اس سے بھی زیادہ خطرے کی گھنٹی سنانا چاہتے ہیں۔ کیا واقعی اہلحدیث کی تقلید عام مقلدین کی تقلید سے سنگین ہے؟ آپ نے جہاں اور بہت سی معلومات کے ذریعہ میرے دل و دماغ کو روشن کر دیا وہاں زرا اس کی بھی وضاحت فرمادیں کہ اہلحدیث کی تقلید سنگین کیسے ہے؟ ان کی تقلید اور مقلدین کی تقلید میں کیا فرق ہے؟

خاتمة الكتاب

اہلحدیث اور عام مقلدین کی تقلید میں فرق

اہل قرآن :- ایک فرق پہلے بتایا گیا ہے کہ عام مقلدین صرف اپنے اپنے امام کی تقلید کرتے ہیں۔ جبکہ اہلحدیث بہت سوں کی تقلید کرتے ہیں۔ اب یہ مشکل آپ ہی حل فرمائیں کہ آپ لوگ تقلید شخصی یعنی ایک امام کی تقلید کو شرک کہتے ہو تو کئی آئمہ کرام کی تقلید کتابیہ شرک ہوگی۔ آپ تقلید شخصی کے شرک کو ندی فرض کریں تو تقلید مطلق کو شرک کا سمندر کہنا پڑے گا۔

غیر مقلد :- مجھ سے مشکل حل نہیں ہو سکتی اور نہ ہی میں اس پوزیشن میں ہوں کہ آپ سے کمر لے سکوں۔ بس آپ آداب مناظرہ سے بھٹ کر حسب سابق اقبام و تہنیم کے ہی انداز میں بتائیں کہ اہلحدیث کی تقلید سنگین اور خطرناک کس طرح ہے۔

نا اہل کی تقلید

اہل قرآن

عام مقلدین اور اہلحدیث کی تقلید میں کئی فرق ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مقلدین ان آئمہ کرام کی تقلید کرتے ہیں جن کے اجتہاد اور فقہانیت کے کوہے کو پوری امت نے تسلیم کیا ہے۔ جبکہ اہلحدیث نے تقلید کے لئے ان لوگوں کا انتخاب کیا ہے جو اجتہاد کی دولت سے یکسر محروم ہیں۔ فقہانیت اور دینی بصیرت کے حوالے سے صفر اور بالکل ہی نا اہل ہیں۔

چنانچہ سرخیل اہلحدیث مولانا محمد حسین بنالوی صاحب لکھتے ہیں۔

”ایسے اندھا دھند احادیث پر عمل کرنے والے محققوں اور مذاہب مشہورہ کے مقلدوں میں سرسوفرق نہیں ہے ہاں یہ فرق ہے کہ وہ آئمہ مجتہدین مسلمہ الاجتہاد کے مقلد ہیں اور یہ غیر مجتہدین کے مقلد۔ یہ مقلد نام کے محقق جیسے احادیث غیر صحیحہ کے تسلیم میں بے ضبطی کر رہے ہیں۔ ویسے ہی احادیث صحیحہ و حسنہ لائق عمل کو رد کرنے میں بے ضبط ہو رہے ہیں۔“

(اشاعت السنۃ جلد ۱۱ بحوالہ تجلیات صفر جلد ۳ صفحہ ۳۱۳)

بنالوی صاحب کی عبارت سے معلوم ہوا کہ عام مقلدین ان آئمہ مجتہدین کی تقلید سے آراستہ ہیں۔ جن کے اجتہاد و فقہ کو پوری امت نے سراہا ہے اور اس خوبی کی وجہ سے ان کی خوب مدح سرائی کی ہے۔ اہل تقلید کا کہنا ہے کہ انہی مسلمہ الاجتہاد مجتہدین کی تقلید حدیث بخاری کی رو سے ضروری معلوم ہوتی ہے جیسا کہ میں مجلس کے شروع میں علامہ وحید الزمان صاحب کا اقرار و اعتراف آپ کو دکھا چکا ہوں۔

لیکن آپ کے اہلحدیث نا اہل لوگوں کی تقلید کرتے ہیں۔ جن کے پیچھے لگنا قیامت کو پکارنے اور اسے دعوت دینے کے مترادف ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ

”اذا وسد الامرالی غیر اھلہ فانظر الساعۃ۔“ (صحیح بخاری)

جب معاملہ نا اہل کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ معاملہ اور خصوصاً دینی معاملہ نا اہل کے حوالے کرنا قیامت کو برپا کرنا ہے آپ لوگ قیامت کو دعوت دینے والی تقلید بھی کر رہے ہیں اور زبان سے یہ دعویٰ بھی کر رہے ہیں کہ ہم لوگ صرف اور صرف قرآن و حدیث کے صریح احکام پر عمل کرتے ہیں۔

اس سے عام مقلدین اور اہلحدیث کی تقلید کا فرق واضح ہو رہا ہے۔ کہ وہ ایسی تقلید کرتے ہیں جسے آپ کے بعض علماء واجب کہتے ہیں جیسا کہ حوالہ جات میں پہلے دکھا چکا ہوں۔ جبکہ آپ لوگ قیامت ڈھا دینے والی تقلید کرتے ہیں اس لئے آپ کا وجود قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

غیر مقلد۔۔۔ جب ہماری یعنی اہلحدیث کی تقلید اتنی سنگین اور خطرناک ہے کہ وہ اپنی شدت کی وجہ سے گویا قیامت کو لا کھڑا کرنے والی ہے تو پھر ہمیں غیر مقلد کیوں کہا جاتا ہے۔ اہلحدیث کے پیارے اور اعزازی نام کی بجائے ہمارے لئے لوگ ”غیر مقلد“ کا انتخاب کیوں کرتے ہیں؟

اہل قرآن۔۔۔ آپ کو ابھی جو مولانا بنالوی صاحب کی عبارت دکھائی ہے آپ نے اس میں غور نہیں کیا ورنہ آپ یہ اشکال ہی نہ کرتے۔ آپ کے اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ آپ لوگ مقلد حقیقت اور واقعہ کے اعتبار سے ہیں۔ جبکہ غیر مقلد آپ کے محض دعویٰ کو دیکھ کر کہا جاتا ہے۔ یعنی آپ برائے نام غیر مقلد ہیں۔ یعنی صرف نام رکھنے کی وجہ سے آپ مشہور ہو گئے جیسا کہ مولانا بنالوی صاحب کی عبارت ”مقلد نام کے محقق“ سے واضح ہو رہا ہے اور صاف ظاہر ہے کہ محض نام رکھنے سے تو حقیقت نہیں بدل جاتی۔

جیسے کالے آدمی کا نام کا نور رکھ دیا جائے جس کا رنگ سفید ہوتا ہے تو وہ کالا آدمی سفید نہیں بن جاتا اسی طرح آپ لوگ بھی اپنا نام محقق، مجتہد رکھنے سے جبکہ درحقیقت مقلد ہیں۔ محقق، مجتہد نہیں بن جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا بنالوی صاحب اسے بڑی نا انصافی کہتے ہیں۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

”موج ہذا (مقلد ہونے کے باوجود) اپنے کو محقق اور تقلید کے تارک اور عامل بالحدیث کہیں اور پیر وان مذاہب مجتہدین پر غیر محقق اور عمل بالحدیث کے تارک اور مقلد ہونے کا طعن کریں تو یہ بڑی بے ضبطی اور بے انصافی ہے“ (اشاعت السنۃ جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۸)

گو یا دونوں لازم و ملزوم بن گئے ہیں۔ آخر اہلحدیث کو کیا مجبوری واقع ہوئی۔ انہوں نے اہل بدعت کی تقلید کیوں کر لی۔

اہل قرآن: اصل میں یہ لوگ سہولت پسند اور خواہش نفس کے پیجاری ہیں۔ جہاں نفسانی خواہشات کی تکمیل کے اسباب دیکھتے ہیں تو بس ان کے حلقے میں داخل ہونے کیلئے ان کی تقلید کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ چونکہ انکی تقلید کے بغیر نفسانی خواہشات پوری نہ ہو سکتی تھیں اسلئے ان کی تقلید کو گوارا کر لیا۔

غیر مقلد: نفسانی خواہشات کی تکمیل اور لذتوں کے حاصل کرنے کیلئے اہلحدیث نے جو اہل بدعت کی تقلید کی ہے وہ اپنے ذاتی عمل اور طبعی تقاضوں کی وجہ سے کیا ہے یا ان کے مذہب نے اس کی اجازت دی ہے؟

اہل قرآن: اگر کسی کا ذاتی عمل ہوتا پھر تو معاملہ اس قدر سنگین نہ ہوتا اور یوں کہہ کر نال دیا جاتا کہ یہ ان کا اپنا ذاتی فعل ہے۔ اہلحدیث کا مذہب نہیں مگر مصیبت تو یہ ہے کہ آپ لوگوں کا مذہب ہی یہ ہے کہ خواہشات نفسانی کے پورا کرنے کے لئے آسانی اور سہولت والے مذہب کی تقلید کی جاسکتی ہے۔

نفسانی خواہشات کی تقلید

عام مقلدین اور اہلحدیث میں یہی تو فرق ہے کہ وہ اپنے مسلک ہی کی تقلید کرتے ہیں اگرچہ مسلکی مسئلہ نفس کے خلاف کیوں نہ ہو جبکہ آپ لوگ تقلید کرتے ہی اسلئے ہیں کہ نفسانی خواہشات کو پورا کیا جاسکے اور آپ کا مسلک آپ کو اس کی اجازت فراہم کرتا ہے۔ آپ کی خود ساختہ ”فقہ محمدی“ میں ایسے ہی مذکور ہے۔

چنانچہ علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں۔

”وَكذلك لا باس بتتبع الرخص“۔ (ہدیۃ المحدث من الفقہ المحدث جلد ۱ صفحہ ۱۱۲)

”اور اسی طرح رخصتوں کے تلاش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔“

ان کے بقول جس مذہب میں لذت والی من پسند چیز ہو تو اس مذہب کی تقلید کرنے میں کوئی حرج نہیں

2۔ شیعوں کا کہنا ہے کہ صحابہ کرام قرآن وحدیث کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ جامعہ سلفیہ بنارس کے اہلحدیث عالم رئیس محمد ندوی صاحب نے بھی ان کی تقلید میں صحابہ کرام کو قرآن وحدیث کی مخالفت کا مرتکب قرار دے دیا ہے۔

چنانچہ ندوی صاحب لکھتے ہیں۔

”بہت سے صحابہ و تابعین بہت سی آیات کی خبر رکھنے اور تلاوت کرنے کے باوجود بھی مختلف وجوہ سے ان کے خلاف عمل پیرا تھے“۔ (تنویر الآفاق صفحہ ۴۷)

ندوی صاحب ایک اور جگہ ”حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق لکھتے ہیں۔

”ان دونوں صحابہ کرام کو انصوص (قرآن وحدیث) کی خلاف ورزی کا مرتکب قرار دیا جاسکتا ہے“۔ (تنویر الآفاق صفحہ ۸۸)

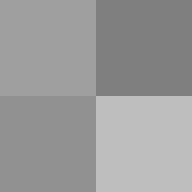
3۔ شیعوں کا کہنا ہے کہ حضرت عمرؓ نے شریعت محمدیہ کو بدل دیا تھا۔ رئیس محمد ندوی اہلحدیث نے بھی شیعوں کی تقلید میں آکر کہہ دیا ہے کہ مسئلہ تین طلاق میں حضرت عمرؓ نے شریعت محمدیہ میں ترمیم کر کے ایک مجلس کی تین طلاق کو تین بنا دیا۔

چنانچہ ندوی صاحب لکھتے ہیں۔

”موصوف (حضرت عمرؓ) نے باعتراف خویش اس قرآنی حکم میں ترمیم کر دی اس قرآنی حکم میں موصوف نے یہ ترمیم کی تین (طلاقیں) قرار پانے لگیں“۔ (تنویر الآفاق صفحہ ۴۹۸)

بطور نمونہ یہ چند مسائل ذکر کئے ہیں تفصیل کے لئے ”غیر مقلدین اور شیعہ مذہب کا توافق مشمولہ علمائے ہند کے مجموعہ مسائل۔ اہلحدیث یا شیعہ؟ مشمولہ فتوحاتِ صدر“ کا مطالعہ فرمائیں۔

غیر مقلد:۔ ان عبارتوں سے ثابت ہو رہا ہے کہ واقعی اہلحدیث نے شیعوں کی تقلید میں یہ سب کچھ لکھ دیا ہے ورنہ قرآن وحدیث نہ صرف یہ کہ ان باتوں کی تائید نہیں کرتے بلکہ ان کے صریح خلاف ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ شیعوں کے علاوہ دیگر باطل فرقوں کی بھی اہلحدیث تقلید کرتے ہیں؟



اہل قرآن :- شاید میں مرزا قادیانی کی تقلید کا ذکر نہ چھیڑتا مگر آپ نے جب انہیں "فاتح قادیان" کے الفاظ سے یاد کیا ہے تو اب مجھ پر فرض ہو گیا ہے کہ میں فاتح قادیان کی تقلیدی زندگی کو آپ کے سامنے کروں۔ پس خدا کے لئے مجھے چند حوالے دکھانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

غیر مقلد :- اچھا! اگر آپ نے یہ بحث ضرور ہی کرنی ہے تو کسی نامور اور معروف عالم کی زبانی کریں اور نہایت اختصار سے ذکر کریں۔

اہل قرآن :- اس جگہ میں ان کی عبارتیں ذکر کرتا ہوں۔ سارے اہل حدیث جن کے زیر احسان ہیں جنہوں نے اہل حدیث نام الاٹ کرا کر دیا ہے۔ میری مراد اس سے وکیل اہل حدیث مولانا محمد حسین بنالوی صاحب کی ذات گرامی ہے۔

بنالوی صاحب "فاتح قادیان" کے متعلق لکھتے ہیں۔

"ثناء اللہ بھی شاید بتقلید اپنے امام قادیانی کے جو قصص و اخبار میں حقیقت شرعیہ کے لغت پر مقدم نہ رکھنے میں اس کا شاگرد و پیرو ہے۔" (اشاعت السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۲)

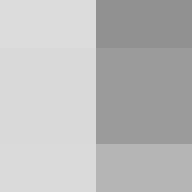
بنالوی صاحب بتانا چاہتے ہیں کہ لفظ کا ایک شرعی معنی ہوتا ہے اور ایک لغوی معنی، شرعی معنی۔ لغوی معنی پر مقدم ہوا کرتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی شرعی معنی کو لغوی معنی پر مقدم نہیں رکھتا تھا۔ بالکل اسی طرح آپ کے "فاتح قادیان" بھی شرعی معنی کو لغوی معنی پر مقدم نہ رکھنے میں ان کا شاگرد و پیرو اور مقلد ہے۔

مولانا بنالوی صاحب "مولانا ثناء اللہ امرتسری" "فاتح قادیان" کی تفسیر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"تفسیر امرتسری کو تفسیر مرزائی کہا جائے تو بجا ہے۔۔۔ اس کا مصنف اس کی تفسیر سراپا الیادو تحریف میں پورا مرزائی پورا چکڑ الوی اور چھٹا ہوا نیچری ہے۔"

(الاربعین صفحہ ۴۳ مشمولہ رسائل اہل حدیث جلد اول)

مولانا بنالوی صاحب نے ان کی تفسیر کو مرزائی تفسیر قرار دیا ہے اور ان کو "پورا مرزائی" کہا ہے۔ یعنی سر سے لے کر پاؤں تک مرزا قادیانی کا مقلد ہے۔ مگر اصغر سے کون پوچھے کہ وہ انہیں "فاتح قادیان" کہتے ہیں۔ کیا فتح ان کے سراپا مقلد بننے کا نام ہے؟



الہحدیث عالم مولانا شرف الدین دہلوی صاحب ان کے متعلق لکھتے ہیں۔

”ایسے ملا مولوی نفس کے بندے خواہش نفسانی کے لئے گھڑ گھڑ کے مسئلہ بناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں یہ قرآن وحدیث کا مسئلہ ہے اور یہ خدا رسول ﷺ کا حکم ہے۔“ (خلافت محمدی صفحہ ۳۰ محمد جونا گڑھی۔ بحوالہ تجلیات صفحہ ۲ جلد ۲ صفحہ ۸۹)

حالانکہ گھڑے گھڑائے مسئلوں کو دین الہی بنا کر پیش کرنا یہود نصاریٰ کا کام تھا۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۹۲۔ فتاویٰ ستاریہ جلد ۲ صفحہ ۴۲)۔ افسوس! یہودیوں اور عیسائیوں کی تقلید میں آپ کے مولوی صاحب نے بھی اسی کام کو اپنی زندگی کا معمول بنائے رکھا۔

غیر مقلد: محترم! بس کریں اب الہحدیث کا ذکر ختم کریں۔ سر سے پاؤں تک میں ان سے متنفر ہو گیا ہوں۔ میں انہیں وحی الہی کا پیرو سمجھتا تھا مگر یہ تو اہل حق کے علاوہ گمراہ اور باطل فرقوں کے مقلد ثابت ہوئے۔ میں یہ یقین رکھتا تھا کہ یہ لوگ قرآن وحدیث کی ضیاء پاشیوں میں زندگی بسر کرنے والے ہیں۔ مگر آپ کی باحوالہ گفتگو سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ تقلید کے گھٹا نوپ اندھیرے میں سرگرداں ہیں۔ ہائے! میں ریت کو پانی سمجھتا رہا۔ چھلکے کو مغز خیال کرتا رہا اور گمراہی کو میں راہ ہدایت قرار دیتا رہا۔ بدعت اور ضلالت کی وادی کو میں صراطِ مستقیم یقین کرتا رہا۔ ہائے اللہ! یہ کیسے الہحدیث ہیں کہ دوسروں کو تو تقلید سے منع کرتے ہیں مگر خود اہل بدعت کی اتنی شدت سے تقلید کی ہے کہ بالکل ان کا عین ہو گئے۔ بلکہ ان سے بھی آگے نکل گئے۔ خدا کیلئے مجھے اس جماعت سے نکالے اور کسی دوسرے مذہب میں داخل کیجئے۔

شاید غیر مقلد کی توبہ کا وقت آ گیا ہے

اہل قرآن: بہت خوب! میں تو یہی چاہتا ہوں کہ جیسے میں الہحدیث مذہب چھوڑ کر اہل قرآن بن چکا ہوں آپ بھی اہل قرآن بن جائیے اور میرے علاوہ اور بھی کئی الہحدیث اہل قرآن بن چکے ہیں۔

غیر مقلد: برائے مہربانی! مجھے دھوکہ نہ دیں میں آپ لوگوں کے دھوکہ میں آنے والا نہیں ہوں۔

اہل قرآن۔ محترم! اس میں دھوکہ کی کون سی بات ہے ہم آپ کو ہندوں کی تقلید و اتباع سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی اتباع کی دعوت دے رہے ہیں۔ اگر ہمارے مذہب میں دھوکہ کی کوئی بات ہوتی تو اس میں کوئی بھی شامل نہ ہوتا۔ حالانکہ ہماری جماعت کے جتنے بھی جید علماء، مبلغ اور متحرک قسم کے بزرگ ہیں پہلے یہ سارے کے سارے اہلحدیث ہی تھے۔

غیر مقلد۔ ہمارا کوئی بھی عالم اہل قرآن یعنی منکر حدیث نہیں بنا آپ یوں ہی بچوں کو بہلانے والی باتیں کر کے مجھے دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس اس کے خلاف کوئی ثبوت ہے تو پیش کریں۔

اہل قرآن۔ حافظ محمد اسلم جیراج پوری صاحب ہماری جماعت اہل قرآن میں امامت کے درجہ پر فائز ہیں وہ پہلے آپ کی جماعت اہلحدیث میں تھے۔ چنانچہ اہلحدیث منورخ اور مصنف مولانا امام خان نوشہروی ان کے والد مولوی سلامت اللہ جیراجپوری صاحب کے حالات میں لکھتے ہیں۔

”آپ کے صرف ایک بیٹے مولانا حافظ محمد اسلم جیراجپوری ہیں جو مشہور عالم نامور منورخ صاحب تصانیف کثیرہ مثلاً تاریخ الامت، تاریخ نجد، تاریخ القرآن وغیرہ ہیں۔ اوائل عمر سے سلسلہ اہلحدیث میں منسلک تھے مگر اب آخر میں اس سے رشتہ توڑ لیا ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ قرآن ہدایت کے لئے کافی ہے اور حدیثیں دین نہیں بلکہ تاریخ دین ہیں۔“ (تراجم علمائے اہلحدیث بند صفحہ ۳۸۸)

جب تمہارے کئی کتابوں کے مصنف ہماری جماعت میں شامل ہو گئے ہیں تو آپ بھی آجائیں۔

غیر مقلد۔ میں اگرچہ مذہب اہلحدیث سے بیزار ہو گیا ہوں مگر ہوش و حواس کے صحیح ہوتے ہوئے آپ کی جماعت میں شامل نہیں ہوتا۔ بھلے کچھ بھی ہو۔ مجھے موت منظور ہے مگر اہل قرآن بنا منظور نہیں۔

اہل قرآن۔ آخر کیا وجہ ہے آپ ہماری جماعت سے اس قدر ناالا کیوں ہیں۔ اتنی نفرت کس لئے ہے؟

غیر مقلد :- اصل بات یہ ہے کہ میں حنفی علماء کرام کی کتابیں 'شوقِ حدیث' انکا 'حدیث کے نتائج' 'حجیتِ حدیث' 'مقدمہ درسِ ترمذی' وغیرہ کا مطالعہ کر چکا ہوں۔ جن میں حدیث کی حجیت پر مدلل بحث ہے اور آپ کے فرقہ کی بھرپور تردید ہے۔ ان کتابوں کے مطالعہ نے مجھے آپ کی جماعت سے برگشتہ کیا ہوا ہے۔ لہذا پلک جھپکنے کی مدت کے لئے بھی آپ کی جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا اور الحمد للہ مذہب سے آپ کی انگلیوں نے بیزار کر دیا ہے اس لئے میں حنفی ہوتا ہوں۔

اہل قرآن :- آپ کو حنفی کیوں اچھے لگتے لگے ہیں؟

غیر مقلد :- تقلید تو حنفی اور الحمد للہ دونوں کرتے ہیں مگر ایک اہم فرق یہ ہے کہ حنفی اہل حق آئمہ کرام کی تقلید کرتے ہیں جبکہ الحمد للہ 'مگراہ اور باطل فرقوں کی تقلید کرتے ہیں۔ اس لئے حنفیوں کی تقلید' الحمد للہ کی تقلید سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ آپ کو بھی اس سے اتفاق ہے۔ بلکہ آپ ہی نے تو مجھے اس سے آگاہ کیا ہے۔ میں آپ کے سامنے ہی حنفی ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔

اہل قرآن :- پھر میری محنت تو رائیگاں چلی گئی۔ میں نے اسی لئے تو اس قدر مشقت برداشت کی ہے کہ شاید آپ ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے۔

سابق غیر مقلد :- ٹھیک ہے کہ آپ کی محنت رائیگاں چلی گئی مگر میری محنت کا صلہ نقد وصول ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت کی دولت سے مالا مال کر دیا ہے۔ اچھا اب اجازت۔

والسلام علی من اتبع الهدی

غیر مقلدین کے بخاری شریف پر عمل کرنے کے دعویٰ کے غلط ہونے کو طشت از یام کرنے والی

کتابیں

۱۔ احادیث بخاری اور غیر مقلدین

۲۔ غیر مقلدین کا امام بخاری سے اختلاف

از قلم حقیقت رقم: مولانا رب نواز سلفی صاحب

مکتبۃ الجتیدہ کی چند دیگر اہم مطبوعات

عقیدہ حیات الانبیاء اور قائدین امت

تالیف

مولانا نور اللہ رشیدی صاحب

اسلام کے نام پر ہوا پرستی

تالیف

نور محمد تونسوی صاحب

عقیدہ حیات الانبیاء فی ضوء اجماع العلماء

تالیف

مولانا عبد المنان صاحب اوگی والا

جماعت المسلمین تحقیق کے آئینے میں

تالیف

مولانا عبد المنان صاحب اوگی والا

غیر مقلدین کا امام بخاریؒ سے اختلاف

تالیف

مولانا رب نواز سلفی دیوبندی

نام نہاد جماعت المسلمین کے امیر کے خط کا تحقیقی جواب

تالیف

مولانا عبد المنان صاحب اوگی والا

سلفی کون؟ حنفی یا غیر مقلد

تالیف

مولانا عبد الجبار سلفی دیوبندی

گلدستہ سنت فی رد بدعت

تالیف

مولانا عبد المنان صاحب اوگی والا

القول المعبر فی حیات خیر البشر

تالیف

مولانا عبد الجبار سلفی دیوبندی

ناشر

مکتبۃ الجتیدہ اور دیوبند کیسٹ ہاؤس برائے رابطہ جمال اللہ خفی

0334-3441039

عقب آصف سکول ریز دہ درہ عقیدۃ الاسلام حسن نعمان کالونی سہراب گوٹھ کراچی